نمبر ۳۲ | مورخہ ۱۱ ستمبر ۱۹۳۰ء | پنجشنبہ | مطابق ۱۷ ربیع الثانی ۱۳۴۹ھ | جلد ۱۸

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

بیت اللہ میں حضرت مسیح موعود کی دعاء

۴۷ سال قبل ۱۳۰۲ سنہ ہجری کی تحریر

حضرت منشی احمد جان صاحب لدہانوی (والد ماجد پیر افتخار احمد صاحب و پیر منظور محمد صاحب) ان خوش قسمت اصحاب میں سے تھے۔ جنہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نور دعوے سے قبل ہی نظر آگیا۔ اور بے انتہا اخلاص پیدا ہوگیا۔ ۱۳۰۲ سنہ ہجری میں جب وہ حج بیت اللہ کے لئے گئے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انہیں اپنی طرف سے بیت اللہ میں حسب ذیل دعا مانگنے کا ارشاد فرمایا۔ اور تاکید فرمائی۔ کہ انہی الفاظ میں بلا تبدل و تغیر حضرت ارحم الراحمین کے حضور کی جائے۔ اس کی پوری طرح تعمیل کی گئی۔ بیت اللہ میں دعا بلند آواز سے پڑھی گئی۔ اور ساتھ کی جماعت آمین کہتی گئی۔ دعا حسب ذیل ہے۔ افسوس ہے۔ کہ ایک دو جگہ سے الفاظ اس کی اشاعت کے وقت سے مٹ چکے تھے (ایڈیٹر)

"اے ارحم الراحمین ایک تیرا بندہ عاجز اور ناکارہ۔ پُرخطا اور نالائق غلام احمد جو تیری زمین ملک ہند میں ہے۔ اُس کی یہ عرض ہے۔ کہ اے ارحم الراحمین تو مجھ سے راضی ہو۔ اور میری خطیّات اور گناہوں کو بخش۔ کہ تو غفور و رحیم ہے۔ اور مجھ سے وُہ کام کرا جس سے تو بہت ہی راضی ہو جائے۔ مجھ میں اور میرے نفس میں مشرق اور مغرب کی دُوری ڈال۔ اور میری زندگی اور میری موت اور میری ہر ایک قوت اور جو مجھے حاصل ہے۔ اپنے ہی راہ میں کر اور اپنی ہی محبت میں مجھے زندہ رکھ۔ اور اپنی ہی محبت میں مجھے مار اور اپنے ہی کامل محبتین میں مجھے اٹھا۔ اے ارحم الراحمین جس کام کی اشاعت کے لئے تو نے مجھے مامور کیا ہے۔ اور جس خدمت کے لئے تو نے میرے دل میں جوش ڈالا ہے۔ اس کو اپنے ہی فضل سے انجام تک پہنچا۔ اور عاجز کے ہاتھ سے حجت اسلام مخالفین پر اور اُن سب قوموں پر جو اسلام کی خوبیوں سے بے خبر ہیں۔ پُوری کر۔ اور اس عاجز اور معتقدوں اور مخلصوں اور ہم مشربوں کو مغفرت اور مہربانی کے ظل حمایت میں رکھ کر دین و دُنیا میں آپ ان کا متکفل ہو اور سب کو اپنے دار الرضا میں پہنچا۔ اور اپنے رسول اور اس کے آل و اصحاب پر زیادہ سے زیادہ درود و سلام و برکات نازل کر۔ آمین یا رب العالمین"

(الحکم ۱۳ اگست)

مدینۃ المسیح

لوکل انجمن کے ہفتہ واری جلسہ ذکر حبیب میں ۸ ستمبر میاں خیر الدین صاحب سیکھوانی نے تقریر کی۔

ایک گذشتہ پرچہ میں لکھا گیا تھا۔ کہ آڈیٹر کا کام آج کل قاضی محمد عبد اللہ صاحب بی۔ اے کر رہے ہیں۔ لیکن ان کے تبدیلی آب و ہوا کے لئے باہر جانے پر ملک نور الدین صاحب کے سپرد یہ کام کیا گیا تھا۔ اور اب وُہ آڈیٹر مقرر ہُوئے ہیں۔

موسم کی تبدیلی کے ساتھ ملیریا وغیرہ کی کسی قدر شکایت پائی جاتی ہے۔

امریکہ میں احمدیہ مسلم مشن کی سرگرمیاں

انگریزی رسالہ "مسلم سن رائز امریکہ" جو دوبارہ جاری ہؤا ہے۔ اس کے پہلے پرچہ میں امریکہ میں تبلیغی سرگرمیوں کے متعلق ایک مضمون شائع ہؤا ہے۔ جس کا ترجمہ اختصاراً ذیل میں درج کیا جاتا ہے:۔

خدا تعالےٰ کے فضل اور رحم سے گذشتہ ایک سال میں بحث مشکلات اور روکاوٹوں کے باوجود شکاگو کے احمدیہ مسلم مشن کو نمایاں کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ مشن کا سابقہ مقام تبدیل کر کے ایک ایسی جگہ لایا گیا ہے۔ جو شکاگو کے وسط میں ہے۔ اور جہاں شہر کے ہر حصہ کے لوگ بآسانی پہونچ سکتے ہیں۔ شکاگو کے دو سوقر اور بارسوخ اخبارات ڈیلی نیوز اور شکاگو ہیرلڈ اینڈ اگزمینر نے ڈاؤن ٹاؤن ڈسٹرکٹ میں مسجد کے افتتاح پر مضامین شائع کئے۔

سال زیر رپورٹ میں اسلام کے مختلف پہلوؤں پر کئی لیکچر دیئے گئے۔ جن میں سے ستر کے قریب اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگوں میں ہوئے اور بعض ان میں سے فیلوشپ آف فیتھ کے زیر اہتمام ہوئے۔ ان میں سے ایک میں حاضرین کی تعداد اڑھائی ہزار۔ ایک میں بارہ سو۔ ایک میں نو سو اور ایک میں چھ سو کے قریب تھی۔ ریڈیو کے ذریعہ بعض لیکچر لاتعداد لوگوں نے سُنے۔ طلباء کی پارٹیوں اور دوسرے مرد اور عورتوں سے تبلیغی گفتگوئیں بھی ہوئیں۔ غرضیکہ خدا تعالےٰ کی توفیق سے بارہ ہزار لوگوں تک اسلام کا پیغام پہونچایا گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کے متعلق بھی کئی لیکچر دیئے گئے۔ ان میں سے ایک کا ذکر کرتے ہوئے ڈیلی ہیرلڈ لکھتا ہے:۔

گذشتہ شب ریورنڈ ایم۔ آر بنگالی نے جو ہندوستانی لباس یعنی پگڑی اور جبہ پہنے ہوئے تھے۔ اور جو ہندوستان سے آئے ہوئے اسلامی مشنری اور امریکہ میں احمدیہ موومنٹ کے لیڈر ہیں۔ یونیورسٹی سٹوڈنٹس کے سامنے ہارپر اسمبلی ہال میں "لائف آف محمدؐ" کے موضوع پر تقریر کی۔ تحریک احمدیت کا آغاز قادیان صوبہ پنجاب سے احمدؑ قادیانی نے کیا۔ احمدؑ جن کی وفات ۱۹۰۸ء میں ہوئی ان کے متعلق ان کے متبعین کا عقیدہ ہے۔ کہ وہ مثیل مسیح تھے احمدی جن کی تعداد ایک ملین سے زیادہ ہے۔ یقین رکھتے ہیں کہ حضرت مسیح کی وفات صلیب پر نہیں ہوئی۔ بلکہ آپ ہندوستان میں چلے گئے۔ اور لمبی عمر تک کشمیر میں رہے۔ جہاں ان کی قبر آج بھی موجود ہے۔

ایک دوسرے لیکچر کے متعلق ہیرلڈ اینڈ اگزمینر نے لکھا۔ کل احمدیہ موومنٹ کی طرف سے ۱۹، کمبل بلڈنگ میں ایک خاص جلسہ منعقد کیا جائے گا۔ جس میں ڈاکٹر مارٹن سپر لنگلنک شکاگو یونیورسٹی کے اور نٹیل ڈیپارٹمنٹ کے ناظم اعلےٰ۔ ڈاکٹر چارلس بریڈن نارتھ ویسٹرن یونیورسٹی میں کمپیریٹو ریلیجنز کے پروفیسر اور ڈاکٹر صوفی ایم۔ آر بنگالی۔ جو پنجاب یونیورسٹی کے گریجوایٹ احمدیہ موومنٹ امریکہ کے راہنما۔ اور یہاں پہلی مسجد کے امام ہیں "لائف آف محمدؐ" کے مختلف پہلوؤں پر تقریریں کریں گے۔

مشن کی سرگرمیوں کے باعث تمام مقتدر جرائد کی توجہ اس طرف مبذول ہو گئی ہے۔ اور شکاگو کے کئی ایک اخبارات نے نمایاں طور پر اس کا ذکر کیا ہے۔ اور بعض نے مشنری کے فوٹو بھی ساتھ دئے ہیں۔ جن میں سے بعض اقتباسات کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے:۔

Progressive Thinker ایک لیکچر کے متعلق لکھتا ہے:۔

صوفی ایم۔ آر بنگالی۔ ایم۔ اے نے جو احمدیہ موومنٹ کے مبلغ ہیں۔ زندگی کا مقصد۔ روحانی ترقی۔ اور اُسے حاصل کرنے کے ذرائع پر ۴۳۳۵ شیفیلڈ ایونیو کے چرچ میں تقریر کی۔ جو نہایت شاندار تھی۔ اور حاضرین اس سے بے حد محظوظ ہوئے ایک اور تقریر کے جملہ کو الفٹ درج کرنے کے بعد یہی اخبار لکھتا ہے۔ تقریر نہایت دلچسپ تھی۔

ایک تقریر کا ذکر کرتے ہوئے نارتھ ویسٹرن ڈیلی لکھتا ہے صوفی مطیع الرحمٰن ایم۔ اے احمدی نے مذہب اسلام پر تقریر کی۔ اور مضمون شروع کرنے سے پہلے اذان دی۔ آپ نے اسلامی تعلیم کے عدم تشدد کے پہلو پر خاص زور دیا۔ اور اس کا مغربی عیسائیت سے مقابلہ کرتے ہوئے بتایا۔ کہ عیسائیت بھی اگرچہ عدم تشدد کی دعویدار ہے۔ لیکن اہل مغرب قومیت کی خاطر جبر اور طاقت کا استعمال کرتے ہیں۔ آپ نے بتایا۔ کہ ایک مسلمان کا مقدم فرض قیام امن ہے۔ اسلام خدا تعالےٰ کو سب مخلوق کے لئے باپ کی حیثیت میں پیش کرتا ہے۔ اور تمام بنی نوع انسان کو امتیاز رنگ ونسل کو مٹا کر بھائی بھائی قرار دیتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد کا پیغام پہونچانے کے لئے مختلف دیار و امصار کے سفر کئے گئے۔ جن کی کامیابی کا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے۔ کہ امریکہ کے تین اہم شہر ڈیٹرائٹ۔ انڈیانا پولس اور شکاگو میں دو صد سے زیادہ لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ اور ان تینوں شہروں میں جماعتیں قائم ہو گئیں۔ ڈیٹرائٹ اور انڈیانا پولس کے احباب۔ اسلام کی خدمت کے لئے بہت اچھا کام کر رہے ہیں۔ باقاعدہ ہفتہ وار جلسے ہوتے ہیں جن کے نتیجہ میں نئے لوگ داخل ہو رہے ہیں۔ اور مقدس مذہب اسلام کا پیغام بہت لوگوں تک پہونچایا جاتا ہے۔ شکاگو میں ڈاؤن ٹاؤن ڈسٹرکٹ کے علاوہ کئی ایک جلسے برادر غلام رسول صاحب نومسلم کے مکان پر ہو چکے ہیں۔ نیز ہمارا نومسلم بھائی مسٹر اکبر بھی باقاعدہ جلسے کراتا رہتا ہے۔ ملک کے مختلف اطراف میں تبلیغی خطوط ارسال کئے اور پانچ ہزار سرکلر تقسیم کئے گئے۔ ہمارا سرگرم مبلغ ڈاکٹر ایم۔ وائی۔ خان سنسناٹی اور پٹسبرگ میں نہایت عمدہ اور ٹھوس کام کر رہا ہے۔

اس کے بعد تمام ان احباب کا جو تبلیغی کام میں امداد دے رہے ہیں۔ شکریہ ادا کیا گیا ہے۔

روئداد مناظرہ برشت ضلع کرنال

ہمارا مناظرہ جو شیعہ صاحبان موضع برشت سے ۳۱ اگست ۱۹۳۰ء ہونا قرار پایا تھا۔ وہ بخیر وخوبی کامیاب ہؤا۔ ہماری طرف سے مولوی عمر الدین صاحب دہلوی۔ اور مولوی محمد حسین صاحب مبلغ ضلع انبالہ تاریخ مقررہ پر پہونچ گئے۔ شیعہ صاحبان کی طرف سے حافظ طالب حسین صاحب مناظر تھے۔ موضوع مناظرہ وفات مسیحؑ اور ختم نبوت مقرر ہو چکے تھے۔ مگر شیعہ مناظر کو جب اپنی کمزوری معلوم ہوئی۔ تو بدحواس ہو کر اِدھر اُدھر کی فضول باتیں شروع کر دیں۔ آخر ہمارے بہت ہی توجہ دلانے پر انہوں نے موضوع مقررہ پر بحث کرنا منظور کیا۔ وفات مسیحؑ پر دس منٹ مولوی محمد حسین صاحب نے تقریر کی۔ جس میں آیات قرآنی سے حضرت مسیحؑ کی وفات ثابت کی۔ مگر حافظ صاحب نے اپنی کمزوری محسوس کرتے ہوئے عمداً بحث کا موضوع بدل دیا۔ اور ختم نبوت پر بحث کرنی چاہی۔ مولوی عمر الدین صاحب نے امکان نبوت کے دلائل بہت خوش اسلوبی سے پیش کئے۔ مگر حافظ صاحب نے پھر خلط مبحث کی کوشش کی۔ جس سے سامعین نے محسوس کیا۔ کہ حافظ صاحب دونوں ہی مبحثوں پر بات چیت کرنے سے قاصر ہیں۔ اور حافظ صاحب کو خوب ملامت کی۔ مختلف اصحاب سے احمدی مبلغین کا صداقت مسیح موعودؑ۔ ختم نبوت وفات مسیحؑ اور الہامات مسیح موعودؑ پر تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔ اور خدا کے فضل سے ہمارے دونوں مبلغ اُن کی ہر ایک بات کا جواب دے کر تسلی کرتے رہے۔

خاکسار شمیم حسین احمدی از گھرونڈہ ضلع کرنال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۳۲ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۱ ستمبر ۱۹۳۰ء | جلد ۱۸

سیرتِ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جلسے اور احمدی جماعتیں

کچھ عرصہ سے اسلام کی مخالف اور معاند قومیں رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات والاصفات کے خلاف اتہامات لگانے۔ آپؐ کو معیُوب سے معیُوب صورت میں پیش کرنے اور دُنیا کے لئے سخت نقصان رساں بتانے میں بے انتہاء زور صرف کر رہی ہیں۔ اس سے نہ انہیں کوئی دُنیوی طاقت روک سکی ہے نہ ملکی قانون باز رکھ سکا ہے۔ نہ تہذیب و شرافت آڑے آسکی ہے اور نہ مسلمانوں کی چیخ و پکار کا اُن پر کچھ اثر ہوا ہے۔ بلکہ حکومت کی گرفت۔ قانون کی زد۔ شرافت کی اپیل اور مسلمانوں کا واویلا اُن کے لئے مزید شرارت پھیلانے اور دل آزاری کرنے کا مُوجب ہوا کیوں؟ اس لئے کہ انہوں نے سمجھ لیا ہے۔ مسلمان آپس میں ہزار اختلافات رکھنے۔ مختلف گروہوں میں منقسم ہو جانے۔ حتےٰ کہ ایک دوسرے کے خوُن کے پیاسے بن جانے کے باوجُود ایک ایسا نقطۂ مرکزی رکھتے ہیں۔ جس پر سب کے سب متحد اور متفق ہیں اور وُہ نقطہ بانیٔ اسلام علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی ذات ہے۔ آپؐ کی عزت و تعظیم۔ آپ کی شان و عظمت۔ آپؐ کے وقار اور احترام کی خاطر مر مٹنا ہر ایک مُسلمان خواہ وُہ کسی فرقہ سے تعلق رکھتا ہو اور خواہ اُس کی عملی حالت کتنی کمزور ہو۔ اپنے لئے بہُت بڑی سعادت سمجھتا ہے۔ اور ہر مسلمان اپنے تمام اختلافات یکسر نظر انداز کر کے اس نقطہ پر جمع ہو سکتا۔ اور اس طرح ایک سلک میں منسلک نظر آسکتا ہے۔ جب تک اس مرکز پر حملہ کر کے اُسے مٹا نہ دیا جائے۔ یا کم از کم اس کی وقعت کم کر کے اس کی مُسلمانوں کو اپنی طرف کھینچنے کی طاقت کو کمزور نہ کر دیا جائے۔ اس وقت تک مسلمانوں کی تباہی و بربادی مکمل نہیں ہوسکتی۔ اور انہیں منتشر اور پراگندہ کر کے پوری طرح کچلا۔ اور اِسلام سے برگشتہ نہیں کیا جا سکتا ::

یہ غرض و غائت تھی۔ ان ناپاک حملوں اور جھوٹے اتہامات کی۔ جن کا سلسلہ مخالفین اسلام اور خاصکر آریوں کی طرف سے ایک خاص سازش کے ماتحت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس کے خلاف شروع کیا گیا۔ اس کے جواب میں اگر مسلمان بھی ان لوگوں کے مذہبی راہ نماؤں کے حالات سے پردہ اٹھاتے۔ اور غلط اتہامات نہیں۔ بلکہ حقیقت حال ظاہر کر کے دُنیا کو ان کی اصل شکل دکھاتے۔ تو بالکل حق بجانب ہوتے لیکن اس کا نتیجہ یہ نکلتا۔ کہ ہمسایہ اقوام میں عداوت و دُشمنی۔ کینہ و بغض کی خلیج بہُت وسیع ہو جاتی۔ آپس کے تعلقات بے حد بگڑ جاتے اور ایک دوسرے کے ساتھ ایک ملک میں زندگی بسر کرنا دوبھر ہو جاتا۔ لیکن اس زہریلے اثر کو بھی دُور کرنا ضروری تھا۔ جو بعض عاقبت نااندیش اور فتنہ گر غیر مسلموں کی طرف سے رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات والاصفات کے متعلق پھیلایا جا رہا۔ اور اس طرح مُسلمانوں کو مشتعل کرنے کی کوشش کی جا رہی تھی۔ اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے یہ تجویز فرمائی۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اصل شان پُورے اہتمام کے ساتھ لوگوں کے سامنے پیش کی جائے۔ اور بتایا جائے کہ آپ کا وجُود باجُود دُنیا کے لئے کس قدر فیوض اور برکات کا باعث ہوا۔ اور ہمیشہ ہوتا رہے گا۔ اس کے لئے حضُور نے ایک مقررہ تاریخ پر تمام ہندوستان میں جہاں جہاں ممکن ہو۔ عام جلسے منعقد کرنے اور ان میں غیر مُسلموں کو خاص طور پر مدعو کر کے سیرت رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے واقف کرنے کا ارشاد فرمایا ::

اس تحریک کے مطابق ۱۹۲۸ء میں پہلی دفعہ تمام ہندوستان کے طول و عرض میں نہایت شاندار اور بڑی کثرت سے جلسے منعقد ہوُئے۔ اور اس کثرت سے منعقد ہوُئے۔ کہ اس وقت تک کسی ایسی تحریک پر کبھی منعقد نہ ہوُئے تھے۔ اور ان کی ایک خاص خصوصیت یہ تھی۔ کہ ہر عقیدہ اور ہر فرقہ کے معزز مسلمانوں کے علاوہ بڑے بڑے بااثر غیر مُسلم لیڈروں نے بھی ان کو کامیاب بنانے کے لئے ہر طرح امداد دی۔ اور بہُت سے مقامات پر غیر مسلم معززین نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں نہایت عقیدتمندانہ اور مخلصانہ تقریریں کیں۔ اس قسم کے جلسوں کو ہندو مسلم اتحاد کے لئے نہایت مفید اور قیمتی قرار دیا۔ اور ان کے جاری رکھنے پر زور دیا ::

پہلے ہی سال خدا تعالےٰ کے فضل سے اس تحریک کو اس قدر کامیاب ہوتے دیکھکر بعض اور حلقوں میں بھی اسی قسم کے جلسے منعقد کرانے کا خیال پیدا ہوُا۔ اور انہوں نے بھی اپنے اپنے رنگ میں جلسے منعقد کرانے کی کوشش کی۔ جس سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی اس تحریک کی اہمیت اور ضرورت کا اور زیادہ ثبوت ملتا ہے۔ ہم نے ان جلسوں کو بنظرِ پسندیدگی دیکھا۔ اور جہاں تک ہماری جماعت کے احباب کو ان میں شمولیت کا موقع دیا گیا۔ وُہ شامل ہوُئے۔ اور جس قدر امداد کا مطالبہ کیا گیا۔ وُہ بخوشی دی گئی۔ چنانچہ اسی سال کئی مقامات پر وہاں کے لوگوں کی خواہش اور درخواست پر احمدی لیکچرار بھیجے گئے۔ جن کے لیکچر بہُت دلچسپی سے سُنے گئے۔ علاوہ ازیں اس سال جماعت ہائے احمدیہ کے زیر اہتمام اور زیر تجاویز جلسوں کو جُون و جولائی کی بجائے اکتوبر میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے جن وجوہات کی بنا پر رکھا۔ ان میں سے ایک یہ بھی تھی۔ کہ دُوسرے لوگ جو جلسے کرنا چاہتے ہیں۔ وُہ کر لیں اب جبکہ وُہ جلسے ہو چکے ہیں۔ اور چونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے اظہار کے لئے جس قدر بھی جلسے منعقد ہوں۔ وُہ بہُت مفید نتائج پیدا کر سکتے ہیں۔ حضُور نے ۱۰ - اکتوبر کی تاریخ ایسے جلسوں کے لئے مقرر فرمائی ہے۔ جن کے متعلق مفصل اعلان جناب ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ کی طرف سے ایک گذشتہ پرچہ میں شائع ہو چکا ہے ::

ان جلسوں کو کامیاب بنانا ہر جگہ۔ کی احمدی جماعتوں اور دوسرے دردمند مُسلمانوں کا فرض ہے۔ حسب معمول جلسوں میں لیکچر دینے کے لئے ضروری نوٹ شائع کر کے وقت پر احباب کو پہونچا دئے جائیں گے۔ ان کی مدد سے ہر جگہ کے لکھے پڑھے اصحاب لیکچر تیار کر سکیں گے۔ کوشش اس بات کی ہونی چاہیئے۔ کہ جلسوں میں ہر مذہب و ملت کے لوگ شریک ہوں۔ اور اگر ایسے غیر مُسلم اصحاب میسر آسکیں۔ جو رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات مبارکہ پر لیکچر دینے کی قابلیت رکھتے ہوں۔ تو اُن سے بھی لیکچر دلائے جائیں ::

غرض ان جلسوں کو کامیاب بنانے کے لئے احباب کو ابھی سے کوشش شروع کر دینی چاہیئے۔ اور اس مبارک کام میں جو مشکلات اور روکاوٹیں پیش آئیں۔ ان کی کوئی پرواہ نہ کی جائے۔ اگر اپنی طرف سے پُوری کوشش اور سعی کرنے کے بعد کسی جگہ کے لوگ ایسے مبارک جلسہ میں شمولیت سے احتراز کریں۔ اور جلسہ کے انعقاد میں کسی قسم کی امداد نہ دیں۔ تو انہیں حوالہ بخدا کر دیا جائے۔ اور جتنے بھی لوگ میسر آسکیں۔ خواہ وُہ اُنگلیوں پر ہی گنے جائیں۔ جلسہ ضرور منعقد کیا جائے۔ اور ان ہدایات پر پوری طرح عمل کیا جائے۔ جو نظارت دعوۃ وتبلیغ اس بارے میں مفصل طور پر شائع کر چکی ہے ؛

محکمہ ریلوے میل سروس اور مسلمان

آبادی کے لحاظ سے تو مُسلمان پنجاب میں ۵۶ فیصدی ہیں لیکن ہر پہلو سے قلیل التعداد غیر مسلموں کی چیرہ دستیوں کے جس طرح شکار ہو رہے ہیں۔ وُہ نہایت ہی دردناک داستان ہے زراعت پیشہ مُسلمان سال بھر کی محنت ومشقت سے جو کچھ کماتے ہیں۔ وُہ بیٹھے بٹھائے بنئے اور مہاجن سمیٹ لیتے ہیں۔ اور ان زمینداروں کو بھیر دانہ دانہ کا محتاج بنا کر اپنی دہلیزوں پر لوٹنے اور ناک رگڑنے کے قابل بنا دیتے ہیں۔ ہر قسم کی تجارت کلیتہً ان کے ہاتھ میں ہے۔ صنعت وحرفت پر ان کا قبضہ ہے۔ اور سب سے بڑھ کر ستم یہ کہ سرکاری محکموں میں بھی انہی کا راج ہے۔ اول تو قابل سے قابل مسلمانوں کو ان میں داخل ہی نہیں ہونے دیا جاتا اور جو داخل ہو جائیں۔ ان کے لئے آرام وچین حرام کر دیا جاتا ہے اور ہر روز نئی مصیبت میں مبتلا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے ؛

اس کی ایک حد تک تصدیق ان واقعات سے ہوسکتی ہے جو محکمہ ریلوے میل سروس کے ایل ڈویژن کے متعلق ہمارے پاس پہونچے ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس محکمہ میں اس وقت پانچ سو چھ اسامیاں ہیں۔ جن میں مسلمانوں کی تعداد صرف ایک سَو کے قریب ہے۔ باقی سب پر غیر مسلموں کا قبضہ ہے سپرنٹنڈنٹ صاحب جو سکھ ہیں۔ ان کے دفتر کا تمام کا تمام عملہ ہندو ہے۔ کوئی مسلمان کسی ذمہ واری کی اسامی پر نہیں جو مسلمان کسی جگہ انچارج تھے۔ ان کو تبدیل کرکے ان کی جگہ غیر مسلموں کو دیدی گئی ہے۔ مثلاً پشاور۔ لالہ موسیٰ۔ سیالکوٹ سے مسلمانوں کو تبدیل کرکے ان کی جگہ غیر مسلم رکھے گئے۔ اسی طرح سٹیشنر مسلمانوں کے حقوق کی کوئی پرواہ نہیں کی جاتی ؛

مسلمانوں کے ساتھ یہ بے انصافی افسران بالا اور خاص کر پوسٹماسٹر صاحب جنرل کی خاص توجہ کے قابل ہے۔ انہیں اس کا انسداد کرکے اسے بے چینی اور بے دلی کا انسداد کرنا چاہیئے۔ جو مسلمان ملازمین میں اپنے حقوق تلف ہوتے دیکھ کر پیدا ہو رہی ہے ؛

کانگرسی مسلمانوں کی بیجا حرکت

ہندو اگر اس مذہبی اور قدیمی تنافر کی وجہ سے جو اچھے بھلے انسانوں کو " اچھوت " کے قابل نفرت خطاب سے مخاطب کرنے کا باعث ہوا۔ کونسلوں اور اسمبلی کی تذلیل اور تحقیر کے لئے چوہڑے چماروں اور بھنگیوں کو اپنی طرف سے کھڑا کریں۔ تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ کیونکہ ہندو اچھوت اقوام کی زندگی کی غرض وغائت ہی یہ سمجھتے ہیں۔ کہ وُہ خود ساختہ اعلیٰ اقوام کے ہندوؤں کی ہر جائز وناجائز خواہش پُوری کریں۔ لیکن کانگرس کے شیدائی مُسلمانوں کو کیا ہو گیا۔ کہ وُہ بھی پیشہ ور لوگوں کو حقیر اور ادنےٰ قرار دیتے ہُوئے ہندوؤں کی تقلید میں کونسلوں میں بھیجنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ اسلام نے کسی انسان کو بوجہ اس کے پیشہ کے قطعاً حقیر نہیں قرار دیا۔ اور ایسا کرنے والوں کو سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھا ہے ؛

پس کسی ایسے شخص کو جو اپنی پست فطرتی اور اہل ملک کے ناروا سلوک کی وجہ سے اپنے آپ کو اپنے پیشہ کی وجہ سے حقیر اور ذلیل سمجھتا ہے۔ حقارت کے اظہار کے لئے استعمال کرنا سخت بے ہودگی اور اسلام کے منور چہرہ کو داغدار بنانا ہے۔ کیونکہ اسلام ہر ایک مسلمان کو خواہ وُہ کوئی پیشہ کرتا ہو۔ معزز قرار دیتا ہے ؛

زبانوں سے گذر کر ہاتھوں تک

کانگرس کے ایسے ہمدردوں اور ہوا خواہوں میں سے جو اپنی ہمدردی اور خیر خواہی صرف زبان تک ہی محدُود رکھتے ہیں اور عملی طور پر کچھ کرنے کی ہمت نہیں رکھتے۔ ایک مولوی ثناء اللہ صاحب بھی ہیں۔ آپ اپنے آپ کو کانگرس کا حامی بھی ظاہر کرتے ہیں۔ اس کی کامیابی کے راگ بھی گاتے ہیں۔ اس کی طاقت اور قوت کا رعب بھی حکومت پر ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ یہاں تک بھی لکھدیتے ہیں :-

" سارے ملک میں تحریک کانگرس ترقی پر ہے۔ گو کہیں کم ہے۔ تو کہیں زیادہ۔ یہاں تک کہ اب تو زبانوں سے گذر کر ہاتھوں تک نوبت پہونچ چکی ہے۔ کہ انگریز افسروں پر گولیاں چلنے لگ گئی ہیں "

لیکن ساتھ ہی ساتھ یہ بھی کہتے جاتے ہیں :-

" ہم نہ سیاسی ہیں۔ نہ مدبّر۔ نہ ہماری کافی واقفی نہ معلومات "

اگر یہی بساط ہے۔ تو پھر ایسے جھمیلوں میں دخل ہی کیوں دیتے ہیں۔ اور کس بنا پر گورنمنٹ کو یہ مشورہ دے رہے ہیں۔ کہ " حکومت بھی تشدد کو نرمی سے تبدیل کر دے " ایسے موقعہ پر جبکہ کانگرسی بالفاظ مولوی صاحب زبانوں سے گذر کر ہاتھوں تک نوبت پہنچا رہے ہوں۔ نہ صرف یہ خیال پیدا ہونا بلکہ اسے بطور مشورہ حکومت کے سامنے پیش کرنا کہ نرمی اختیار کی جائے۔ پرلے درجہ کی سادہ لوحی ہے۔ جو مولوی صاحب سے کانگرس کی حمائت میں ظاہر ہُوئی ہے ؛

آئندہ مردم شماری اور مُسلمان

آنے والی مردم شماری جس کی آخری تاریخ ۲۶ فروری ۱۹۳۱ء کی رات ہے۔ اس کے متعلق آریہ خاص کوشش اور سعی سے کام لے رہے۔ اور تمام ہندوؤں کو آمادہ کر رہے ہیں۔ کہ وُہ نہ صرف مردم شماری کے کاغذات میں اپنے متعلق اندراجات اپنی مرضی اور خواہش کے مطابق کرائیں۔ بلکہ اچھوت اقوام جنہیں انسان ہی نہیں سمجھتے۔ انہیں بھی ہندو لکھوانے کا پورا انتظام کریں۔ ہندو ایک بہت منظم اور اپنے قومی مفاد کے لئے ہر قسم کی مشقت برداشت کرنے والی قوم ہے۔ مردم شماری کے متعلق اسے جو کچھ بتایا جا رہا ہے۔ وُہ اس پر عمل نہ کرے گی۔ بلکہ اُس کے علاوہ بھی بہت کچھ کرے گی۔ اور اپنی تعداد بڑھانے کے لئے کسی بات سے دریغ نہ کرے گی۔ لیکن قابل افسوس ہے مسلمانوں کی حالت۔ جو خواب غفلت میں پڑے ہیں۔ اور ہر دفعہ کی مردم شماری میں اپنی اصلی تعداد لکھانے سے محرُوم رہتے ہیں۔

آریہ اخبار پرکاش (۷ ستمبر) کا اپنا بیان ہے :-

" یہ سمجھنا مشکل نہیں رہتا۔ کہ سوار تھی (متعصب) شمار کنندوں کو غلط قومیت لکھنے میں کیا لالچ ہے۔ بلاشبہ وُہ کسی شخص کی قومیت اپنے قومی مفاد کے مطابق لکھنے کو قوم کی بھاری خدمت سمجھیگا۔ اور اس خدمت قومی کے جذبہ میں سرشار وُہ بھول جائیگا۔ کہ اس معاملہ میں ایمانداری کا کیا تقاضا ہے "

ظاہر ہے۔ کہ جن لوگوں میں " خدمتِ قومی " کا " جذبہ " حد سے بڑھا ہُوا ہے۔ اور جن کی نگاہ میں مسلمانوں کی سات کروڑ تعداد بھی خار کی طرح کھٹکتی ہے۔ وہی " پرکاش " کے مندرجہ بالا الفاظ کے مصداق ہو سکتے ہیں۔ ان حالات میں مُسلمانوں کو اور زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔ اسلامی انجمنوں کا فرض ہے۔ کہ اس بارے میں ضروری ہدایات اپنے اپنے حلقہ کے مُسلمانوں کے لئے جاری کر دیں۔ اور ایسا انتظام کریں۔ کہ کسی جگہ بے ضابطگی نہ ہونے پائے ؛

صلح کی ناکامی اور مُسلمان

کتنے تعجب اور حیرت کی بات ہے۔ کہ وُہ صلح جس کے علمبرداروں نے کسی مُسلمان کو اپنے پاس بھی نہ پھٹکنے دیا۔ اور نہ کسی مسلمان سے سیدھے منہ بات کی۔ اس کے ناکام ہونے کا الزام بعض مسلمان لیڈروں پر لگایا جارہا ہے۔ چنانچہ لاہور کے ہندو انگریزی اخبار " ٹریبیون " نے ناکامی کا بڑا باعث میاں سر فضل حسین کو قرار دیا ہے۔ اور بالفاظ " پنچ " (۷ ستمبر) " ہندوؤں کے باخبر حلقوں میں یہ خیال ظاہر کیا جارہا ہے۔ کہ صلح کی گفتگو کی ناکامی میں ایک حد تک مسٹر جناح کا ہاتھ ہے " [illegible]

رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت ایک بادشاہ

(۲)

(از جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مولوی فاضل بی۔ اے)

بادشاہ کا دوسرا فرض

دوسرا اہم فرض بادشاہ کا رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بادشاہوں کی عام طرز اور ان کے خیال کے خلاف یہ قرار دیا ہے۔ کہ وہ اپنے آپ کو رعایا کا مالک نہیں بلکہ خادم سمجھیں۔ سیّد القوم خادمہم کہہ کر بادشاہوں کے ان تمام اوہام کا کہ وہ مالک کل ہیں۔ قلع قمع کر دیا ہے۔ اور ان الفاظ میں اس بات کی طرف بھی اشارہ کر دیا ہے۔ کہ بادشاہ بننے کا اہل کون ہے۔ فرمایا۔ وہ شخص اس بات کی اہلیت رکھتا ہے۔ کہ قوم اسے اپنا حاکم انتخاب کرے۔ جو قوم کی سچی خدمت کرنے کے لئے تیار ہو۔ اور جو قوم کے مفاد کی خاطر اپنے مفاد اور قوم کے آرام اور آسائش کی خاطر اپنے آرام اور آسائش کو قربان کرنے کے لئے ہر وقت اپنے آپ کو مستعد پائے۔ جس کے دل میں قوم کی بہبودی کے خیالات ہر وقت موجزن ہوں۔ اور جسے قوم کی معمولی سی تکلیف بیتاب کر دے۔ وہ قوم کی ضرورتوں پر ہر وقت خبردار رہے۔ اور انہیں پورا کرنے کے لئے ہر وقت تیار اور کمربستہ ہو۔ اگر قوم سوئی ہوئی ہو۔ تو وہ بیدار ہو۔ قوم کو اسے بیدار کرنے کی ضرورت پیش نہ آئے۔ بلکہ وہ قوم کو بیدار کرے۔ رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے صرف زبان سے ہی یہ الفاظ نہیں فرمائے۔ بلکہ اپنی عملی قربانیوں سے بتایا۔ کہ حاکم کیسا ہونا چاہیئے۔ آپ کی ساری زندگی پر نظر ڈال جاؤ۔ ایک موقع پر بھی آپ کو نظر نہیں آئیگا۔ کہ آپ نے کبھی اپنے ذاتی مفاد کو مدنظر رکھا ہو۔ تمام عمر آپ نے اپنی قوم کی خدمت میں ہی صرف کر دی۔ اُسے مختلف قسم کی غلطیوں سے نکالنے اور شقاق کو جو صدیوں سے اسے گھن کیطرح کھا رہا تھا۔ دور کر کے اتحاد کی مضبوط چٹان پر کھڑا کر دینے میں ہی اپنے تمام اوقات گزار دیئے قوم کی بہبودی اور دینی و دنیوی ترقی کی تدابیر سوچنے میں ہی آپ مصروف رہتے۔ کوئی قومی کام پیش نہیں آیا جس میں آپ خود ان کے ساتھ شریک نہ ہوئے۔ حتےٰ کہ خندق کے کھودنے میں آپ خود مٹی کی ٹوکری اُٹھاتے رہے بیداری کا یہ عالم تھا۔ کہ ایک دفعہ مدینہ کے باہر رات کو شور اُٹھا۔ کیونکہ اس وقت ہر آن دشمن کے حملوں کا احتمال رہتا تھا صحابہؓ جب اُٹھکر باہر جا رہے تھے۔ تو کیا دیکھتے ہیں۔ کہ سامنے سے نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس آ رہے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ جاؤ آرام کرو۔ کوئی خطرہ کی بات نہیں ان تمام مشقتوں کے بعد اپنے مفاد کا یہ حال تھا کہ آپؐ کے پاس جس قدر بھی مال آیا۔ ہمیشہ آپ نے مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ اپنے لئے کچھ بھی نہ رکھا۔ آپ کی ایک ہی لڑکی ہے۔ اور وہ آپ کو عزیز بھی ہے۔ چکّی پیستے پیستے اس کے ہاتھوں میں چھالے پڑ جاتے ہیں۔ وہ ایک روز ایک لونڈی کا مطالبہ کرتی ہے۔ مگر اسے جواب ملتا ہے۔ کہ لونڈی لینے سے یہ بہتر ہے۔ کہ ۳۳ دفعہ سبحان اللہ اور ۳۳ دفعہ الحمد للہ اور ۳۴ دفعہ اللہ اکبر سوتے وقت پڑھ لیا کرو بیویوں کے دل میں اگر کبھی خانگی ضروریات کے لئے مال کا خیال پیدا ہوا۔ تو انہیں صاف کہہ دیا۔ کہ اگر تم روپیہ کی خواہشمند ہو۔ تو میں تمہیں روپیہ دیکر رُخصت کرتا ہوں۔ اور اگر تم خدا اور اس کے رسول کی خواہشمند ہو۔ تو پھر مال کا نام مت لو۔

غرضیکہ ماسالتکم من اجر فھو لکم ان اجری الا علے اللہ کا آپؐ عملی نمونہ تھے۔ حضرت عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سچ فرمایا کہ کان خلقہ القراٰن۔ جو باتیں قرآن میں لکھی ہیں۔ وہ آپؐ عملاً کر کے دکھلاتے تھے۔ غرضیکہ قوم کے آپؐ سچے خدمت گذار تھے۔ اور اس کے عوض کا خیال بھی کبھی آپؐ کے دل میں نہیں گذرا۔ اور بادشاہ جب تک ایسا بے غرض اور بے نفس نہ ہو۔ اس کے ماتحت قوم کبھی پُوری طرح ترقی بھی نہیں کر سکتی۔ یہ رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قربانی ہی تھی۔ جس نے عرب جیسے سرکش اور متمرد ملک کو آپکا مطیع کیا ہوا تھا۔ اور یہاں تک کہ وہ رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر بات کو شرح صدر سے ماننے کے لئے ہر وقت تیار رہتے تھے۔

تیسرا فرض

تیسرا فرض بادشاہ کا یہ ہونا چاہیئے۔ کہ وہ قوم کی علمی ترقی کے لئے ہر وقت متفکر رہے۔ اس کے لئے بھی آپؐ نے اس زمانہ کے حالات کے مطابق اعلیٰ درجہ کا انتظام کیا۔ دینی علم جو سب سے اہم اور مقدم علم ہے۔ اس کے پڑھانے کے لئے قاری مقرر کئے۔ دینی علم کے علاوہ دنیوی علم میں بھی آپ پسند نہیں کرتے تھے۔ کہ آپ کی قوم کسی سے پیچھے رہے۔ اس کا ثبوت مندرجہ ذیل واقعہ سے ملتا ہے۔

جنگ بدر میں قیدی آتے ہیں۔ بعض فدیہ دیکر رہا ہو جاتے ہیں۔ بعض فدیہ کی طاقت نہیں رکھتے۔ ان کا فدیہ آپؐ یہ مقرر فرماتے ہیں۔ کہ ہر ایک ان میں سے مسلمانوں کے دس بچّوں کو لکھنا سکھا دے۔ یاد رہے۔ کہ لکھنے میں اس وقت عرب دوسری قوموں سے بہت پیچھے تھے۔ اور اس کی بڑی ضرورت تھی۔

تعلیم دینے میں آپکی توجہ صرف مردوں تک ہی محدود نہ تھی۔ بلکہ عورتیں بھی آپکی توجہ کا کافی حصہ لے رہی تھیں۔ اور پھر ہر حصہ قوم پر آپکی توجہ پڑ رہی تھی۔ حتیٰ کہ غلام اور لونڈیاں بھی اس سے مستثنےٰ نہ تھیں۔ آپ نے طلب العلم فریضۃٌ علےٰ کل مسلم و مسلمۃ کہکر مسلمان عورتوں اور مردوں دونوں پر علم کا سیکھنا فرض کر دیا۔ چنانچہ احادیث سے ثابت ہے۔ کہ قراء عورتوں کو بھی جا کر قرآن شریف سکھلایا کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ کی ہمشیرہ کا واقعہ اس پر صاف دلیل ہے۔ لونڈیوں کے متعلق آپ نے فرمایا۔ کہ جو شخص اپنی لونڈی کو تعلیم دے۔ اور اسے ادب سکھلائے۔ اور پھر اس سے شادی کرے۔ اس کو دُہرا ثواب ہوگا۔ اسی طرح عورت جو ہمیشہ ورثہ سے محروم چلی آتی تھی۔ اسے بھی وارث قرار دیا۔

چوتھا فرض

چوتھا فرض بادشاہ کا یہ ہے۔ کہ وہ قوم کو مجموعی حیثیت سے اُٹھائے۔ یہ نہیں۔ کہ ایک حصّہ تو آگے نکل جائے۔ اور دوسرا پیچھے رہ جائے۔ اس کا نتیجہ لازماً ساری قوم کی تباہی ہوتا ہے۔ کیونکہ پیچھے رہنے والا حصّہ اپنے بوجھ سے دوسروں کو بھی لے ڈوبتا ہے۔ اور یہی وہ فرض ہے۔ جسے کما حقہٗ ادا نہ کرنے کی وجہ سے آجکل سب کی حکومتیں مشکلات میں پھنسی ہوئی ہیں۔ مزدور اور سرمایہ دار کا جھگڑا بھی اسی کی ایک شاخ ہے۔ سرمایہ داری کو اتنا بڑھا دیا گیا۔ کہ آخر دوسرا فریق تنگ آمد بجنگ آمد کی مثل کے ماتحت اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور اس نے اب دوسری انتہا کی طرف نکل کر دُنیا کے امن کو خطرہ میں ڈالا ہوا ہے۔ اور تمام حکومتوں کو لرزا دیا ہے۔ لیکن رسولِ کریم

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آج سے تیرہ سو برس قبل اس خطرہ کو محسوس کیا۔ اور اس کی طرف توجہ کر کے ایسے اصول اور قواعد مرتب کئے۔ کہ جن سے قوم کا ہر طبقہ عزت اور خوشحالی کی زندگی بسر کر سکے۔ اور کبھی امیر اور غریب کا سوال ہی پیدا نہ ہو۔ نہ امیر اتنے امیر ہونے چاہئیں۔ کہ غریبوں کو کچل دیں۔ اور نہ غریب اتنے گر جائیں۔ کہ انہیں امیروں پر حسد آئے۔ اور وہ ان کے مال کو ناجائز طور پر حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ چنانچہ پہلا اصل تو اللہ تعالےٰ کے ارشاد کے ماتحت اس کیلئے یہ قائم کیا۔ کہ ہر آدمی عائل بنے۔ چنانچہ ورثہ کی تقسیم ایسی رکھدی۔ کہ چند ہی دفعہ کے ہیر پھیر میں بڑی سے بڑی جائداد اتنے حصوں میں تقسیم ہو جاتی ہے۔ کہ کوئی ایک فیملی اس پر گزارہ نہیں کر سکتی۔ دوسرے فرمایا۔ مال کو اس طرح تقسیم کرو۔ کہ غرباء وغیرہ میں بھی وہ چلا جائے۔ کَیْ لَا یَکُوْنَ دُوْلَۃً بَیْنَ الْاَغْنِیَاءِ۔ وہ غنی لوگوں میں ہی چکر نہ کھاتا رہے۔ میرے نزدیک سُود کی حرمت بھی اِس بیماری کو کم کرنیکا موجب بن سکتی ہے۔ پھر حکومت پر فرض کر دیا۔ کہ وہ اغنیاء سے ہر سال زکوٰۃ وصول کرے۔ اور اسے غرباء میں تقسیم کرے پھر خزانہ حکومت میں فقراء یعنی محتاجوں اور مساکین یعنی جو ہُنر تو جانتے ہیں۔ لیکن بوجہ عدم مال اپنے علم اور ہُنر سے فائدہ نہیں اُٹھا سکتے۔ ان سب کا حق مقرر کر دیا ہے۔ پس قوم میں سے ہر قسم کے غریب اور محتاج کی مدد کرنا اور اس کے روزگار کے سامان پیدا کرنا حکومت کا فرض ہے۔

اِس فرض کے ماتحت آپ نے قوم کے یتامیٰ اور بیوگان کا بھی انتظام کیا۔ مالدار یتامیٰ کے مال کی حفاظت کے لئے court of ward کے طریق کو جاری کیا۔ اور اس میں اس قدر احتیاط سے کام لیا۔ کہ اپنے کام کی اُجرت بھی صرف اسی شخص کے لئے جائز رکھی۔ جس کی آمدنی کا اور کوئی ذریعہ نہ ہو۔ اور غیر مالدار یتامیٰ کی پرورش کا انتظام اپنے ذمہ لیا۔ اِسی طرح بیوگان کا بھی پُورا خیال رکھا جاتا تھا۔

پانچواں فرض

پانچواں فرض نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکومت کا اپنے عمل سے یہ ثابت کیا ہے۔ کہ ملک میں امن قائم کرنے کی کوشش کرے۔ اور حتی الوسع اپنے ہمسائیوں سے صلح رکھنے کی کوشش کرے۔ کیونکہ ملک کی ترقی ہمیشہ امن سے ہوتی ہے۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس خواہش کے پورا ہونے کے راستہ میں اگرچہ دشمن ہمیشہ روک رہے ہیں۔ لیکن آپ کی اپنی ہی خواہش معلوم ہوتی ہے۔ چنانچہ آپ نے کبھی کوئی موقع اپنے ہاتھ سے صلح کرنے کا نہیں جانے دیا۔ اور ایسے وقتوں میں صلح کی ہے جبکہ آپ کے پاس اتنی طاقت تھی۔ کہ اگر آپ چاہتے۔ تو اپنے دشمنوں کو کچل ڈالتے۔ چنانچہ صلح حدیبیہ کا واقعہ مشہور واقع ہے۔ اس وقت مسلمان لڑنے مرنے کو تیار تھے۔ مگر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے مکہ والوں کی تمام شرائط کو مان کر اُن سے صلح کر لی۔ فَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا۔ پر تو آپ کا ہمیشہ ہی عمل رہا ہے۔

مدینہ میں جاتے ہی آپ نے یہود سے امن اور صلح کے ساتھ رہنے کے لئے ایک معاہدہ کیا۔ اِسی طرح عرب کے کئی قبائل سے آپ نے معاہدات کئے پھر طاقت کے زمانہ میں بعض عیسائی قبائل سے بھی آپ کے معاہدات ثابت ہیں۔ اور یہ کوئی ہرگز ثابت نہیں کر سکتا۔ کہ آپ نے کبھی کسی معاہدہ کو توڑا ہو۔ ہمیشہ معاہدہ فریق ثانی کی طرف سے ٹوٹتا رہا۔ آپ صحابہؓ کو ہمیشہ یہ تلقین فرمایا کرتے تھے۔ کہ لَا تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ اس سے صاف ثابت ہے۔ کہ آپ کی طبیعت کس قدر صلح اور امن پسند واقع ہوئی تھی اور یہ کہ آپ ہرگز پسند نہیں کرتے تھے۔ کہ قوم کو جنگ میں مبتلاء رکھیں۔

چھٹا فرض

چھٹا فرض حکومت کا نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے عمل سے یہ بتایا ہے۔ کہ قانون کا پُورا احترام کیا جائے۔ اور قانون کے اجراء میں کسی قسم کی نرمی یا کسی کا استثناء ہرگز نہ کیا جائے۔ امیر اور غریب قانون کے سامنے برابر ہیں۔ چنانچہ آپ فرمایا کرتے تھے۔ کہ پچھلی قومیں اِس لئے تباہ ہوئیں۔ کہ ان میں سے جب امیر کوئی قصور کرتا۔ تو اسے چھوڑ دیتے تھے۔ اور غریب کو سزا دیتے تھے۔ آپ نے اس بارہ میں یہاں تک احتیاط برتی۔ کہ فرمایا۔ کہ اگر فاطمہؓ میری بیٹی چوری کرتی۔ تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔ جہاں تک لوگوں کے حقوق کا سوال ہوتا۔ آپ کبھی کسی کو معاف نہ کرتے۔ کیونکہ حکومت تو لوگوں کے مال عزت اور جان کی حفاظت کی ذمہ وار ہوتی ہے۔ اس کا فرض ہے۔ کہ وہ ان کی حفاظت کرے۔ پس اس قسم کی معافی خود مدعی و مستغیث کی طرف سے تو ہو سکتی ہے حکومت کس طرح کسی کے حق کو معاف کر سکتی ہے۔ اگر وہ کرے تو وہ اپنے فرض کی ادائگی میں غفلت کی مرتکب ہوگی۔ ہاں آپ نے بعض قرض خواہوں کو کچھ حصہ قرض کی معافی کے لئے سفارش کی ہے۔ لیکن اس کی معافی یا عدم معافی کا فیصلہ خود مدعی کے ہاتھ میں رکھا ہے۔

ساتواں فرض

ساتواں فرض حکومت کا آپ نے یہ قرار دیا ہے کہ اپنے ماتحت رہنے والے مخالف مذہب والوں کو ان کے مذہب میں پُوری آزادی دے۔ قرآن شریف اس مضمون کی آیات سے پُر ہے۔ انہیں تو یہاں نقل کرنے کا موقع نہیں رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عملدرآمد کے متعلق چند واقعات کا ذکر کر دینا کافی ہوگا۔ آپ نے یہود کے ساتھ جو معاہدہ کیا۔ اس میں یہ شرط تھی۔ کہ فریقین ایک دوسرے کے مذہب میں تعرض نہیں کرینگے۔ اور جب تک یہود رہے آپ نے کبھی ان پر کسی قسم کا دباؤ اسلام لانے کے لئے نہیں ڈالا۔ اسی طرح ریحانہ جب آپ کے قبضہ میں آئی۔ تو اسلام اس کے سامنے پیش کیا گیا۔ اس نے قبول کرنے سے انکار کیا۔ اور یہودی رہنے کو ترجیح دی۔ آپ نے کبھی اس پر زور نہیں ڈالا۔ آخر وہ خود بشرح صدر بعد میں مسلمان ہوئی۔ اسی طرح بہت سے قیدی مکہ والوں کے آئے۔ اور آپ کبھی ان کو اسلام لانے پر مجبور نہ کرتے۔ غرضیکہ آپؐ کے ماتحت تمام غیر مذاہب والوں کو اپنے مذہب پر رہنے کی پُوری پُوری آزادی تھی۔

آٹھواں فرض

جس طرح رعایا کا فرض ہے۔ کہ وہ اَدُّوا الْاَمَانَاتِ اِلٰى اَهْلِهَا کے ماتحت حاکم کے انتخاب کرنے میں محض قابلیت اور اہلیّت کو مدّنظر رکھے۔ اسی طرح اس حکم کے ماتحت بادشاہ کا بھی فرض ہے۔ کہ وہ اپنے عہدہ دار ایسے آدمی مقرر کرے۔ جو نہایت امین۔ کام میں چُست اور لوگوں کے حقوق دیانت سے ادا کرنے والے ہوں۔ ان اہم آٹھ فرضوں کے علاوہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمدن اور قومی مضبوطی کے تمام پہلوؤں پر مبسوط تعلیم دی ہے۔ لیکن طوالت کے خوف سے صرف ایک امر کا ذکر کر کے اس حِصے کو ختم کرتا ہوں۔ اور وہ قومی جھگڑوں کے مٹانے کا طریق ہے۔ قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝ یعنے اگر دو جماعتیں مسلمانوں کی آپس میں لڑ پڑیں۔ تو اُنکے درمیان صلح کرا دو۔ اور اگر ایک فریق دوسرے پر زیادتی کرے۔ اور لڑائی سے باز نہ آئے۔ تو تم سب ملکر اس کے ساتھ جو زیادتی کا مرتکب ہے۔ جنگ پر آمادہ ہو جاؤ۔ اور اس کو مت چھوڑو۔ جب تک وہ اللہ تعالےٰ کے اس حکم

یعنی فیصلہ قومی کو مان نہ لے۔ اور جب وہ مان لے۔ تو پھر سختی اور ظلم مت کرو۔ بلکہ انصاف کے ساتھ صلح کرا دو دیکھو اس پاک تعلیم میں اللہ تعالےٰ نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی معرفت آج سے تیرہ سو سال قبل کس طرح لیگ آف نیشنز کی مکمل اور مضبوط بنیاد رکھ دی ہے جس کے ایک جز کے خیال پر آج یورپ کو ناز ہے۔ ان تمام فرائض کے مقابلہ میں رعایا پر صرف یہ فرض قرار دیا ہے۔ کہ وہ ایسے حاکم کی پوری طرح اطاعت کرے۔ اور ناحق فساد سے ملک کے امن کو برباد نہ کرے۔ اور بغی بغیر الحق کے جرم سے اجتناب کرے۔

بادشاہ کی صفات

ان چند موٹے موٹے بادشاہ اور رعایا کے فرائض کا ذکر کر دینے کے بعد بادشاہ کی چند ضروری صفات کا ذکر کر کے میں اس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔

بادشاہ کی پہلی صفت

بادشاہ کی پہلی صفت یہ ہے کہ اس کا اپنا اعلیٰ نمونہ ہونا چاہیئے۔ قاعدہ ہے۔ کہ الناس علےٰ دین ملوکھم۔ لوگ بادشاہوں کی اندھی تقلید کرنے کے عادی ہوتے ہیں۔ اگر بادشاہ نیک اور خدا ترس اور اعلےٰ درجہ کے اخلاق سے متصف ہو گا۔ تو رعایا بھی ضرور اس کے نمونہ پر چلکر ایسی ہی ہوگی۔ اور اگر اس کے اخلاق گندے ہونگے۔ تو رعایا کا بھی یہی حال ہوگا۔ بالعموم بادشاہ بادشاہت ملنے کے بعد عیاشی میں مبتلاء ہو جاتے ہیں اور وہ تمام اخلاق اور روحانی فرائض کی ادائگی دوسروں کے لئے ضروری سمجھتے ہیں۔ اپنے آپ کو وہ بری خیال کرنے لگ جاتے ہیں۔ مگر رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا حال یہ نظر آتا ہے۔ کہ آپ پر جُوں جُوں اللہ تعالےٰ کے فضلوں کی بارش زیادہ ہوتی گئی۔ آپ اخلاقی اور روحانی حالت میں بھی ترقی کرتے گئے۔ چنانچہ ایک موقعہ پر کسی صحابی کے یہ کہنے پر کہ آپ اس قدر عبادت کیوں کرتے ہیں۔ آپ پر تو اللہ تعالےٰ کا بڑا فضل ہے۔ آپ نے جواب دیا۔ کہ افلا اکون عبداً شکوراً۔ آپ تمام عرب کے بادشاہ ہیں۔ مگر آپ کی سادگی کا یہ عالم ہے کہ سونے کے لئے معمولی چٹائی ہے۔ گھر میں گندم کی روٹی بھی نصیب نہیں۔ بلکہ کئی کئی دن تک گھر میں چُولھا بھی نہیں جلتا۔ بیشمار روپیہ آتا ہے۔ مگر نہ آپ رکھتے ہیں۔ نہ بیویوں کو دیتے ہیں۔ نہ بیٹی کو آرام پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ بلکہ سب لوگوں میں تقسیم کر دیتے ہیں۔ وصال کے بعد بھی جو چھوڑتے ہیں۔ اس کے متعلق بھی قوم کے لئے صدقہ کی وصیت کر جاتے ہیں۔ آپ کی زندگی ایسی سادہ اور پاکیزہ تھی۔ کہ شدید سے شدید دشمن بھی آپ کے کسی فعل پر اعتراض نہیں کر سکتا۔ اگر وہ انصاف سے کام لے۔ اور بغض کی عینک کو آنکھوں سے اُتار دے۔

دوسری صفت

دوسری صفت بادشاہ کی یہ ہونی چاہیئے۔ کہ اس کے اخلاق اعلےٰ درجہ کے ہوں۔ ہر ایک اس سے آسانی سے مل سکے۔ چنانچہ رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اِس صفت کے متعلق قرآن شریف بھی شہادت دیتا ہے۔ لو کنت فظا غلیظ القلب لانفضوا من حولك اور واقعات بھی اسکی شہادت دیتے ہیں۔ جو کوئی آپ سے ملتا۔ آپ خندہ پیشانی سے پیش آتے۔ بعض لوگ غیروں سے محبت سے ملتے ہیں۔ لیکن اپنوں سے خشکی سے پیش آتے ہیں۔ مگر آپ کے حسن خلق کے یگانے اور بیگانے دونوں گرویدہ تھے۔ بیویاں آپ کے اخلاق پر قربان تھیں۔ دوست آپ کے شیدائی تھے۔ دشمن آپ کو ملکر رام ہو جاتے تھے۔ جس شخص کو آپ سے ملنے کی ضرورت ہوتی۔ بآسانی مل سکتا تھا۔ بعض اوقات معمولی آدمی گھنٹوں آپ کو پکڑے آپ سے باتیں کرتے رہتے تھے۔ آپ مصافحہ کے وقت خود کبھی ہاتھ نہیں چھڑاتے تھے۔ دوسرا جب چھوڑے تو چھوڑتے تھے۔ غرباء کے ساتھ خصوصیت سے ہمدردی کرتے تھے۔ آپ نے سائل کے سوال پر لا کا لفظ کبھی استعمال نہیں کیا۔ اگر پاس نہیں ہے۔ تو خاموش ہو رہے۔

تیسری صفت

تیسری صفت بادشاہ میں یہ ہونی چاہیئے۔ کہ معاہدات کا پابند ہو۔ جو حکومت معاہدات کی پابند نہیں ہوتی۔ اس کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دنیا کے بادشاہوں کی طرح نہ تھے۔ وہ معاہدے توڑنے کے لئے نہیں۔ بلکہ امن قائم کرنے کے لئے کرتے تھے۔ اور کبھی بھی آپ نے انہیں توڑا نہیں۔ جیسا کہ پہلے مفصل ذکر آ چکا ہے،

چوتھی صفت

چوتھی اہم صفت بادشاہ میں یہ ہونی چاہیئے۔ کہ وہ کسی سے ذاتی بغض اور انتقام کا جذبہ نہ رکھے۔ خواہ اس کا کوئی دشمن ہی کیوں نہ ہو۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس بارے میں بھی کامل نمونہ دکھایا۔ آپ کے اشد ترین دشمن بھی جب زیر ہو گئے۔ تو ان کے قصور آپ نے معاف کر دیئے۔ آپ نے کبھی کسی سے جنگ ذاتی انتقام لینے کے لئے نہیں کی۔ ہمیشہ آپ کی لڑائی محض للہ ہی رہی۔ اس کا ثبوت یہ ہے۔ کہ جب کبھی دشمن نے عین لڑائی میں اسلام کا اظہار کیا۔ تو فوراً اس سے لڑائی ترک کر دی۔ اور اس کی تمام پہلی ایذا رسانیوں کو نظر انداز کر دیا۔

آپ کی تعلیم تھی۔ کہ لا یجرمنکم شنآن قوم علیٰ ان لا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقویٰ۔ کسی قوم کی دشمنی تمہیں اسبات پر آمادہ نہ کرے۔ کہ تم انصاف کو ہاتھ سے دیدو۔ ہمیشہ انصاف سے کام لو۔ یہی اصلاح اور فسادوں سے بچنے کا قریب ترین راستہ ہے۔

یہ مختصر سا خاکہ ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زندگی کے اس پہلو کا جو بادشاہت سے تعلق رکھتا ہے۔ عقلمند اسی سے قیاس کر سکتا ہے۔ کہ کسقدر اعلےٰ اور قابلِ تقلید نمونہ آپ نے اس پہلو میں دکھایا ہے۔ اگر حکومتیں ان باتوں پر عمل کریں۔ تو نہایت آسانی سے فسادوں کے دروازوں کو بند کرنے اور امن کے دروازوں کو کھولنے کا موجب بن سکتی ہیں :

نظارت دعوۃ و تبلیغ کے اعلانات

قابل توجہ تبلیغی سکرٹری صاحبان

جن جماعتوں کے تبلیغی سکرٹریوں نے تا حال ماہ اگست کی تبلیغی رپوٹ ارسال نہیں فرمائی۔ وہ بہت جلد ارسال فرمادیں۔ تاکہ اخبار الفضل میں اُن کی کارگذاری کا خلاصہ حسب دستور شائع کر دیا جائے۔ اور آیندہ بھی خود بخود ماہوار رپوٹیں باقاعدگی کے ساتھ ارسال فرماتے رہیں۔ ایسے معمولی کاموں کے لئے احباب کو فرصت نکال کر بھی توجہ کرنا چاہیئے۔ اور کارکنان دفتر کا وقت یاددہانیوں میں ضائع نہیں کرنا چاہیئے۔

تقرر سکرٹریان تبلیغ

جن جماعتوں نے ابتک دفتر ہذا کی مطبوعہ چٹھی مورخہ یکم ستمبر کی تعمیل نہیں کی۔ یعنی سکرٹری تبلیغ منتخب کر کے دفتر میں انکے نام و پتہ کی اطلاع نہیں دی۔ وہ بہت جلد توجہ فرمائیں ورنہ دوسری یاددہانی عنقریب آئے گی۔

معذرت

اشاعت اخبار الفضل کیلئے ۱۶ لغایت ۳۱ اگست کی رپوٹ بعض غیر معمولی مصروفیتوں کی وجہ سے تا حال تیار نہیں ہوسکی۔ انشاء اللہ جلد تیار کر کے شائع کرانیکی کوشش کی جائیگی :

(ناظر دعوۃ و تبلیغ)

ہندوؤں میں دیوتا کی حیرت انگیز شادی

اور

عجیب و غریب رسوم

اسلام کا احسان ہندوؤں پر

ہندوؤں میں اب بھی ایسے ایسے عجیب و غریب فرقے اور ان میں ایسی ایسی حیرت انگیز مذہبی رسوم پائی جاتی ہیں۔ جن کو دیکھکر زمانہ جہالت کا نقشہ آنکھوں کے سامنے پھر جاتا اور انسان حیران ہو کر رہ جاتا ہے۔ حال میں ایک "سوامی" نے "کیلاش یاترا" کے حالات آریہ گزٹ ۴ ستمبر میں شایع کرائے ہیں۔ ان کو پڑھ کر جہاں ہندوؤں کی عجیب و غریب مذہبی رسوم کا پتہ چلتا ہے۔ وہاں یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ اسلام نے اہل ہند کو اس قسم کی رسوم سے نجات دیکران پر کس قدر احسان کیا ہے۔

مسلمانوں کی غفلت

اگر ایسے علاقوں میں بھی اسلام کی روشنی پہونچ جاتی۔ تو آج ان لوگوں کی ایسی حالت نہ ہوتی۔ مگر افسوس۔ کہ بعد کے مسلمانوں کی سستی اور کوتاہی کی وجہ سے ہندوستان کے کئی علاقے ظلمت اور تاریکی میں پڑے رہے۔ اور آج اپنے نہایت ہی بھیانک مناظر پیش کر رہے ہیں۔

منی کرن کا میلہ

سوامی مذکور کے بیان کے مطابق منی کرن کلو میں ایک گندھک کا گرم پانی کا چشمہ ہے۔ جہاں ہندوستان کے ہر حصہ کے لوگ اشنان کرنے کے لئے آتے ہیں۔ یہ مقام ہندوؤں کے نزدیک نہایت ہی پرانے زمانہ کا سمجھا جاتا ہے۔ اس کے قریب ہی ایک علاقہ ہے۔ جس کا نام ملانہ ہے کہا جاتا ہے اسی علاقہ میں پرسرام کا باپ یمدگن پیدا ہوا تھا۔ ہندوؤں کے اندازہ کے مطابق اس وقت تک ۹ لاکھ برس رام کے زمانہ پر گذر چکے ہیں۔ یمدگن ان سے بہت پہلے کے بتائے جاتے ہیں انہیں رشی قرار دیا جاتا اور دیوتا مانا جاتا ہے ہر بارہ برس کے بعد منی کرن میں ایک میلہ ان کی یادگار میں منایا جاتا ہے۔ خوش قسمتی سے "سوامی گجانند جی سرسوتی" کو اب کے یہ میلہ اپنی آنکھوں سے دیکھنے کا موقعہ ملا۔ اور انہوں نے چشم دید حالات ہندو جنتا کے سامنے پیش کئے ہیں۔ انہی کی بنا پر ہم ذیل کی سطور لکھ رہے ہیں۔

دیوتا کی سگائی

سوامی جی لکھتے ہیں۔ سب سے پہلے دیوتا کے پوجاری مہاشہ نے منی کرن میں آکر نٹر قوم کی ایک کنواری لڑکی سے جس کی عمر ۱۴ برس تھی۔ دیوتا کی سگائی کی رسم ادا کی۔ اسے زیور اور قیمتی کپڑے پہنائے۔ اور اس کا نام سیتا رکھا گیا۔

رشی کی اولاد

اس سگائی کے بعد اس لڑکی کے لئے ضروری ہوگیا۔ کہ تمام عمر شادی نہ کرے۔ ہاں اگر زناکاری سے اس کے ہاں اولاد پیدا ہو جائے۔ تو اس پر نہ صرف وہ کسی قسم کی سرزنش کے قابل نہ سمجھی جائیگی۔ بلکہ ایسی اولاد کو مہارشی یمدگن کی اولاد قرار دیا جائیگا۔ اسی قسم کی رسم کلو کے اور بھی کئی مقامات میں جاری ہے۔ چنانچہ اس علاقہ کے کئی دیوتاؤں کی عورتیں اور بچے موجود ہیں۔ جو ایسے دیوتاؤں کے نام کی ہزاروں روپیہ کی جائداد کے مالک اور بڑے عیش و عشرت کی زندگی بسر کرتے ہیں۔

دیوتاؤں کی استریاں

دیوتاؤں سے شادی شدہ جو عورتیں زناکاری سے اولاد پیدا کرتی ہیں۔ وہ قابل پرستش سمجھی جاتی۔ اور ان کی اولاد اور خاندان کے لوگ قابل عزت قرار پاتے ہیں۔

ہندوؤں میں کئی قسم کی شادیاں

منوجی مہاراج جنہیں ہندو بہت بڑا مذہبی مقنن مانتے ہیں۔ اور بانی آریہ سماج سوامی دیانند جی نے بھی جابجا ان کے اقوال اپنی تائید میں پیش کئے ہیں۔ انہوں نے ہندوؤں میں آٹھ قسم کی شادیاں قرار دی ہیں جن میں کسی عورت کو ورغلا کر لے جانے زبردستی چھین لینے وغیرہ کا نام بھی "وواہ" رکھا ہے۔ سوامی گجانند جی کا بیان ہے۔ کہ "آج ابھاگی (بد قسمت) ہندو قوم کے نونہال اپنی لڑکیوں کی جو منو مہاراج آٹھ بواہ سنسکار لکھتے ہیں۔ ان کے علاوہ بھی نامعلوم کتنی پرکار (قسم) سے شادیاں کرتے ہیں۔"

دیوتا کی شادی کیسے لوگ کرتے ہیں

دیوتا کی جس شادی کا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ اس کے کرتا دھرتا جاہل۔ اور اپنے دھرم سے ناواقف ہندو نہیں ہوتے۔ بلکہ بڑے بڑے عالم فاضل پنڈت ہوتے ہیں۔ جن کا ذکر سوامی گجانند جی ان الفاظ میں کرتے ہیں۔ کہ "بڑے بڑے تلک دھاری پنڈت اور سناتن دھرم کے استمبھ اس بواہ کو سویم بیدی رچ کر وید منتروں سے بواہ کرتے ہیں۔"

دیوتا کی شادی کی تفصیلات

شادی کی تفصیلات یہ بیان کی گئی ہیں۔ کہ ادھر نٹر جاتی کی لڑکی ہوتی ہے۔ ادھر راجپوت جاتی کا پجاری ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ شادی کی جاتی ہے۔ اور اسی دن سے وہ دیوتا کی بیوی کہلاتی ہے۔ اس کا فرض قرار دیا جاتا ہے۔ کہ دیوتا کی بیوی کہلا کر جس شخص سے اولاد پیدا کرے۔ اس کا نام ہرگز کسی کو نہ بتائے اگر وہ اس غلطی کا ارتکاب کرے۔ تو پھر دیوتا کی استری نہیں کہلا سکتی۔ اور اس کی ساری جائداد چھین لی جاتی ہے۔

گویا ہندو دھرم کا عقیدہ ہے۔ کہ عورت مرد کا تعلق ایک دفعہ جڑ جانے کے بعد کسی صورت میں بھی نہیں ٹوٹ سکتا۔ وہ ایک بہت بڑے دیوتا کی استری کا سمبندھ دیوتا سے محض اس جرم کی وجہ سے منقطع کر دیتے ہیں۔ کہ وہ کسی ایسے شخص کا نام اپنی زبان پر کیوں لائی۔ جس نے اس سے زنا کیا۔ اور اس کے نتیجہ میں اولاد پیدا ہو گئی۔ پھر نہ صرف اسے دیوتا کی استری نہیں سمجھتے بلکہ اس سے سب کچھ چھین لیتے ہیں۔

دیوتا کی استری چار آدمیوں کے کندھوں پر

دیوتا کی سگائی کی رسم ادا ہونیکے بعد اس لڑکی کو جس کا نام سیتا رکھا گیا۔ چار آدمی اپنے کندھوں پر اٹھا کر منی کرن سے ملانہ کو لے گئے راستہ میں دیوتا کی استری کا پاؤں زمین سے نہیں لگنے دیا جاتا۔ اگر ایسا ہو جائے۔ تو اس کے کفارہ کے طور پر ایک بکرا قربان کیا جاتا ہے۔ یہ سیتا جو لیجائی جا رہی تھی۔ اس کے چار دفعہ زمین سے پاؤں چھو گئے اس لئے راستہ میں چار بکرے قتل کئے گئے

بیاہ کی مجلس

ملانہ میں پہونچکر مندر میں دیوتا کی استری اور اس کے ماں باپ کو ٹھہرایا گیا۔ اگلے دن باقاعدہ بیاہ کی مجلس منعقد کی گئی۔ اور بیاہ دیوتا کے چاندی کے نشان سے جو کہ پجاری کے ہاتھ میں تھا۔ کیا گیا۔ اسی سے ساری رسوم ادا کی گئیں۔

بیاہ کی خوشی

اس کے بعد ڈھول۔ باجے۔ نقارے وغیرہ ساز ڈال کے بے حد شور مچایا گیا۔ اور سب لوگ اس تقریب پر خوشی منانے لگے۔ پھر میلہ شروع ہوا جس کی کیفیت یہ تھی۔ کہ دیوتا کی استری جس کی ابھی ابھی شادی ہوئی تھی۔ اور نٹر قوم کا ایک مرد گا کر ادھر ناچتے جا رہے تھے۔ دوسرے لوگ بھی ناچتے تھے۔ دیوتا کی استری اظہار خوشی و مسرت کے طور پر چاروں طرف جو پھینکتی جاتی تھی۔ اور دوسرے لوگ جو کا آٹا اڑاتے جاتے تھے۔ اس طرح انہوں نے پانچ من پختہ جو اور دس من آٹا زمین پر پھینک دیا۔

شرمناک ناچ

دوسرے دن ایک اور رسم ادا ہوئی۔ جسے زمیدھ یگیہ کہا جاتا ہے نٹر قوم کا ایک مرد جو دیوتا کی استری کا قریبی رشتہ دار تھا۔ ہاتھ میں ...... کی شکل کی لکڑی لئے ہوئے تھا۔ اور دیوتا کی استری کے ہاتھ میں ...... کی شکل کی لکڑی تھی۔ دونو ناچتے ہوئے ایک پتھر کے ارد گرد گھوم رہے تھے۔ اور آپس میں مذکورہ بالا لکڑی کی شکلوں کو ملاتے۔ اور خوش ہوتے تھے۔ ہزاروں کی تعداد میں مرد اور عورتیں یہ نظارہ دیکھ رہی تھیں۔ وہ ناچنے والا مرد جب ناچتے ہوئے عورتوں کے جھنڈ میں پہنچتا تو وہ لکڑی کی شکل دکھا کر کہتا۔ تم کو زیورات اور کھانے پینے کی چیزیں بھی دیتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی اور بھی کئی قسم کے فحش مذاق کرتا جس سے تمام دیکھنے والے بے حد خوشی محسوس کرتے۔

اس کے بعد وہ شخص ایک ایسے مقام پر کھڑا ہو گیا۔ جہاں ۴۲

۴۲ ایک چوکور پتھر رکھا ہوا تھا۔ جسے دیوتا کا آسن کہا جاتا تھا۔ وہاں پجاری نے تیر کمان لیکر ایک آدمی کی چھاتی میں جسے اسی غرض کیلئے کھڑا کیا ہوا تھا۔ تیر مارا۔ وہ گر پڑا۔ لوگوں نے اسے مردہ سمجھکر اٹھا لیا اور کفن پہنا دیا۔ اس کے بعد اسے دیوتا کے ستھان پر گاتے بجاتے لے گئے۔ وہاں لیجا کر اسے زمین پر لٹا دیا گیا۔ اس کے ساتھ ہی دیوتا کی استری بھی موجود تھی۔ پھر دیوتا کا چیلا آیا۔ اس نے ایک گھنٹی تیرزدہ شخص کی کنپٹیوں پر لگائی۔ جس کے لگتے ہی

اسلام اور مسئلہ طلاق

اسلام چونکہ ایک عالمگیر مذہب ہے۔ اور بنی نوع انسان کے لئے خدا تعالےٰ کی آخری شریعت ہے۔ اس لئے اس میں حکمت اور معرفت کی بعض ایسی باتیں بھی ہیں۔ جنہیں دنیا اس قدر ترقی کرنے کے بعد اب سمجھنے اور ان سے فائدہ اُٹھانے کی طرف متوجہ ہو رہی ہے۔ اور جب تک دنیا قائم ہے۔ تعلیم اسلام کی صداقت اسی طرح ظاہر ہوتی رہے گی۔ ایسی تعلیمات میں سے جن کی حکمت اور خوبی کا احساس آج دنیا کو ہو رہا ہے۔ ایک مسئلہ طلاق ہے۔ وہ لوگ جو اس کے مخالف ہیں۔ اپنی مخالفت کی یہ وجہ پیش کرتے ہیں۔ کہ مرد و عورت کے درمیان عارضی رشتہ کا قیام بڑے درجہ کی بداخلاقی ہے۔ اس وجہ سے وہ نکاح بیوگان کو بھی ناجائز خیال کرتے ہیں۔ کیونکہ ان کے نزدیک بیوہ کی دوبارہ شادی بہ اس امر کا اظہار ہوتا ہے۔ کہ پہلا رشتہ عارضی تھا۔ اور بعض تو اس خیال میں اس درجہ بڑھے ہوئے ہیں۔ کہ وہ مردوں کے لئے بھی دوسری شادی درست نہیں سمجھتے ہیں۔ کیونکہ ان کے نزدیک اس طرح دو عارضی رشتوں کا ارتکاب لازم آتا ہے۔ یعنی ایک تو سابقہ بیوی سے اور دوسرا نئی سے۔ ایسے لوگ عمر بھر ایک ہی شادی کے قائل ہیں۔ اُن کے نزدیک مرد یا عورت کی دوسری شادی ایک خطرناک اخلاقی گناہ ہے۔ اور اس میں شک نہیں۔ اگر عورت و مرد کا اس طرح کا رشتہ فی الواقع بداخلاقی ہے۔ تو ان میں سے کسی کے لئے بھی دوسری شادی جائز نہیں قرار دی جاسکتی۔

بعثت اسلام سے قبل شادی کے متعلق یہ خیال قریباً سب مذاہب میں پایا جاتا تھا۔ لیکن اسلام نے مناکحت کے متعلق دنیا کا نقطۂ نگاہ بالکل تبدیل کر دیا۔ اسلام کے نزدیک عورت اور مرد ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم ہیں۔ اور ان میں سے ایک بھی دوسرے کے بغیر مکمل نہیں ہو سکتا۔ اسی لئے جو شخص عمداً مناکحت کی ذمہ واریوں کو اُٹھانے سے گریز کرتا ہے۔ وہ خدا تعالےٰ کے نزدیک ایک گناہ کا مرتکب ہوتا ہے۔ لیکن خدا تعالےٰ نے کوئی ایسی تقسیم نہیں کی۔ کہ فلاں آدمی ضرور فلاں عورت سے ہی شادی کر سکتا ہے۔ بلکہ اپنے رفیق کے انتخاب کا معاملہ ہر انسان کی مرضی پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ اسلام کے نزدیک رشتۂ نکاح ایک مجلسی اور معاشرتی معاہدہ ہے جسے معاہدہ کنندگان ہی قائم کر سکتے اور منسوخ بھی کر سکتے ہیں۔ اسلام ہر اس رشتہ کو جو عارضی ہو۔ بداخلاقی قرار نہیں دیتا۔ ہاں اسلام نے اس عارضی رشتہ کو بداخلاقی کی ذیل میں شامل کیا ہے۔ جسے اختیار کرتے وقت ہی میاں بیوی یا دونوں میں سے ایک یہ نیت رکھے۔ کہ وہ یہ معاہدہ عارضی طور پر کر رہا ہے۔ اور ایک دوسرے کو رفیق حیات بنانے کا خیال ہی دل میں نہ ہو۔ اور جس میں ایک دوسرے کے حقوق اور مفادات کے تحفظ کا قانونی طور پر پورا پورا انتظام نہ کیا گیا ہو۔ اگر میاں بیوی خلوص نیت اور دلی اراد کے ساتھ دیانتداری سے مستقل طور پر ایک دوسرے کے ساتھ تمام عمر گذارنے کے خیال سے رشتۂ زوجیت میں منسلک ہوں۔ اور پورے طور پر ان ذمہ واریوں کو اٹھانے کے لئے صدق دل سے رضامند ہوں۔ جو شادی کی وجہ سے ان پر عائد ہوتی ہیں۔ تو ایسی شادی جائز ہے۔ پھر اگر ان کی متاہلانہ زندگی کے دوران میں بعض ایسے حالات کی وجہ سے جن پر وہ قابو نہ پا سکتے ہوں وہ ایک دوسرے سے علیحدگی پر مجبور ہو جائیں۔ تو اس میں ان کا کوئی گناہ نہیں اس جبریہ علیحدگی سے ان کے گذشتہ تعلقات ناجائز نہیں ٹھہر سکتے۔ اور وہ کسی بداخلاقی کے مرتکب قرار نہیں پا سکتے۔ کیونکہ یہ صاف ظاہر ہے۔ کہ انہوں نے پوری دیانتداری اور پاک ارادہ کے ساتھ ایک معاہدہ کیا تھا۔ اور ان کے دل میں اسے توڑنے کا کوئی واہمہ بھی نہ تھا۔ اور وہ وجوہات جنہوں نے انہیں ایک دوسرے سے علیحدگی پر مجبور کیا۔ ان کا ان میں سے کسی کو بھی اس سے قبل کوئی علم نہ تھا۔

غرضیکہ اسلام نے شادی اور بداخلاقی کے تعلق کی یہ تعریف کی ہے۔ اور اس طرح اسلام کے نزدیک میاں بیوی کی ایک دوسرے سے جبریہ علیحدگی انہیں کسی بداخلاقی کا مرتکب قرار نہیں دیتی۔ لیکن اسلام کی پیش کردہ تعریف کے علاوہ بداخلاقی کی جو بھی تعریف کی جائے گی۔ اس کے رُو سے میاں بیوی کی ایک دوسرے سے علیحدگی خواہ اس کی بنیاد کن حالات پر ہو۔ یقیناً ایک خلاف اخلاق فعل قرار پائے گا۔ اور ایک دوسرے کی موت کے بعد دوسری شادی گناہ کے مترادف ہوگی۔ اور ادنےٰ غور و فکر سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ یہ احمقانہ اصل دلائل اور انسانی فطرت دونوں کے رُو سے ناقابل قبول ہے۔

باوجودیکہ لوگ صدہا سال سے اسلام کے مسئلہ طلاق پر زبان طعن دراز کرتے آئے ہیں۔ لیکن اب حالات زمانہ کی وجہ سے وہ مجبور ہو رہے ہیں۔ کہ اسلامی نقطہ نگاہ کی طرف واپس آئیں۔ یونائیٹڈ سٹیٹس آف امریکہ اور کئی ایک دوسرے مغربی ممالک یکے بعد دیگرے طلاق کو لیجسلیچر کی مدد سے جائز قرار دے چکے ہیں۔ حتیٰ کہ انگلستان بھی جو سب ممالک میں سے زیادہ قدامت پسند سمجھا جاتا ہے۔ اس مسئلہ کے متعلق اپنی روش تبدیل کر رہا ہے۔ لندن کا ایک ۲۰ اگست ۳۰ء کا تار ظاہر کرتا ہے۔ کہ ڈاکٹر ڈگلس وائٹ نے جو جنسی تعلقات کے متعلق آرچ بشپ کے مقرر کردہ کمیشن کے ممبر ہیں۔ آکسفورڈ ماڈرن چرچ مین کانفرنس میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ متاہلانہ زندگی میں ناخوشگواری جس کے واقعات عام ہو رہے ہیں۔ ان تغیرات کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے۔ جو عورت و مرد میں جسمانی اور مادی پختگی کے بعد پیدا ہوتے ہیں۔ اور اس وجہ سے طلاق جسے یسوع مسیح نے کبھی بھی ناجائز قرار نہیں دیا۔ کا نفاذ نہایت ضروری ہے۔ آپ نے اس بات پر زور دیا۔ کہ طلاق کو جرم نہیں سمجھا جانا چاہیئے۔ بلکہ یہ تباہ شدہ زندگیوں کی از سر نو تعمیر کا ذریعہ ہے۔

اِن حالات کو دیکھ کر یہ امید کی جاسکتی ہے۔ کہ یہ رَو روز بروز زیادہ طاقت پکڑتی جائے گی۔ اور یہ آواز زیادہ قوت سے بلند ہوگی۔ حتیٰ کہ دنیا اس مسئلہ کے متعلق اسلامی تعلیم کی برتری کے عملی اعتراف پر مجبور ہو جائیگی

چندہ خاص اور احمدی جماعتیں

(۱) محمد شفیع صاحب پٹواری و سکرٹری جماعت احمدیہ ڈھلیانہ ضلع منٹگمری سے لکھتے ہیں۔ ہمیں ۱½ ماہ دیر سے تنخواہ دستیاب ہوتی ہے۔ مگر ہم نے اپنے اخراجات کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ماہ جولائی کی تنخواہ سے ہی چندہ ماہ اگست تک تمام وصول کر لیا ہے۔ بلکہ چندہ خاص وغیرہ بابت ماہ ستمبر ۳۰ء کا بھی کچھ حصہ پیشتر ادا کر دیا ہے۔

(۲) محمد یعقوب صاحب رسالدار وٹرنری اسسٹنٹ سرجن چھاؤنی میرٹھ لکھتے ہیں:۔

خاکسار نے ستمبر اور اکتوبر ہر دو ماہ کا چندہ ماہوار و چندہ سالانہ مبلغ [illegible] روپیہ ۲ ستمبر کو جماعت میرٹھ کے سکرٹری کو دیدیا ہے۔

(ناظر بیت المال قادیان)

تفسیر القرآن حضرت خلیفۃ المسیح چھپ رہی ہے

احباب فوری توجہ فرمائیں

احباب کرام تک کئی مرتبہ یہ مژدہ پہونچایا جا چکا ہے۔ کہ وہ تفسیر القرآن جسے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالے تصنیف فرما رہے تھے۔ چھپ رہی ہے۔ پہلی جلد انشاء اللہ پانچ پاروں یعنی سورہ یونس سے لیکر سورہ کہف تک کی تفسیر پر مشتمل ہوگی۔ صفحات کا اندازہ ۸۰۰ سے لیکر ۹۰۰ تک کیا گیا ہے۔ قیمت غالباً ساڑھے پانچ روپے سے چھ روپے تک ہوگی۔ پیشگی قیمت ادا کرنے والے احباب سے پونے پانچ روپے وصول کی جائیگی۔ احباب کو چاہئے کہ رعایت سے فائدہ اٹھائیں۔

جن احباب نے میرے اعلانات پر توجہ فرماکر رقوم ارسال کی ہیں۔ ان کا شکریہ ہے انہیں چاہئے۔ کہ اس خزانہ حقائق و معارف کی طرف دوسرے احباب کو بھی توجہ دلائیں۔

میں امید کرتا ہوں۔ کہ احباب اس اشتہار کے مطالعہ پر فوری توجہ فرماکر ممنون فرمائینگے۔

تمام روپیہ محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام آنا چاہئے۔

(پرائیویٹ سکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالے)

نارتھ ویسٹرن ریلوے

نوٹس

دسہرہ کی آئندہ تعطیلات کے واسطے واپسی ٹکٹ جو ۱۰ اکتوبر ۳۴ء تک کار آمد ہو سکیں گے۔ نارتھ ویسٹرن ریلوے کے تمام سٹیشنوں کے لئے ۱۹ ستمبر سے ۲ اکتوبر ۳۴ء تک حسب ذیل شرح سے دیئے جائیں گے۔ بشرطیکہ ایک طرف کا فاصلہ سو میل سے زیادہ ہو۔

درجہ	کرایہ
درجہ اول و دوم	$1\frac{1}{3}$ کرایہ
〃 درمیانہ	$1\frac{1}{2}$ 〃
〃 سوم	$1\frac{3}{4}$ 〃

نارتھ ویسٹرن ریلوے ہیڈ کوارٹر آفس لاہور۔

جے۔ ایچ۔ جینز

چیف۔ کمرشل مینجر

طاقت کی بے نظیر دوا

کنارسی رونس:- کنارسی رونس نہایت بیش قیمت کشتوں اور قیمتی ادویات سے مرکب دوائی ہے۔ سردی اور گرمی میں یکساں استعمال ہو سکتی ہے۔ دماغ کو طاقت دیتی ہے۔ آواز کو صاف کرتی ہے۔ رنگ نکھارتی ہے دل کو فرحت بخشتی ہے۔ جسم کو مضبوط کرتی ہے۔ بھوک لگاتی ہے۔ کھانا ہضم کرتی ہے تمام قسم کی مردانہ کمزوریوں کا بے نظیر علاج ہے۔ عورتوں کی جملہ امراض میں مفید ہے۔ ایام میں درد۔ کثرت یا قلت حیض۔ حمل نہ ٹھہرنا۔ یا اسقاط ہو جانا۔ بچے کا کمزور پیدا ہونا۔ سب امراض کے لئے فائدہ بخش ہے۔ افسردگی۔ خفقان۔ وہم۔ کام سے نفرت۔ ان سب تکلیفوں کا علاج ہے۔ اس کے استعمال سے عورتوں کا دودھ بڑھتا ہے۔ اور بچہ مضبوط پیدا ہوتا ہے۔ پرانے نزلہ اور بخار کے لئے نہایت مفید ہے۔ تھکان کو دور کرتی ہے۔ بینائی کو طاقت دیتی ہے۔ قیمت باوجود ان سب خوبیوں کے ۸؍ فی شیشی۔ علاوہ محصول ڈاک۔ تین شیشی ۱؍ چھ شیشی ۴؍

سرمہ نورانی:- آنکھوں کی جملہ امراض میں مفید ہے۔ گکرے۔ بصارت کی کمزوری۔ آنکھوں کی سرخی۔ دھند جالا۔ شب کوری۔ ناخنہ۔ زخم۔ پانی کا بہنا۔ سب امراض میں مفید ہے۔ قیمت ۸؍ فی تولہ۔

دلکشا سنون:- دانتوں کی صفائی۔ مسوڑوں کی مضبوطی۔ خون کو روکنے۔ منہ کی بدبو۔ اور دانتوں کے ہلنے۔ اور ان کے کیڑوں کے دور کرنے کے لئے اور درد دندان کے لئے مفید ہے۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ (عہ)

دلکشا ہیر آئل:- بالوں کا خیال نہ صرف عورتوں کے لئے ہی ضروری ہے۔ بلکہ مردوں کے لئے بھی۔ دلکشا ہیر آئل نہ صرف بالوں کو خوبصورت۔ ملائم۔ مضبوط اور لمبا کرتا ہے۔ بلکہ بفہ یعنی سکری کا بھی علاج ہے۔ پس عورت اور مرد اس سے یکساں فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ قیمت فی شیشی ۱۲؍ اور تین شیشی مع۸؍ علاوہ محصول ڈاک۔

دلکشا عطر:- ہمارے کارخانے میں ہر قسم کے عطر نئے طریق پر تیار کئے جاتے ہیں۔ ان عطروں کے بنانے میں یہ کوشش کی گئی ہے۔ کہ عطر کی خوشبو پھولوں کے مشابہ رہے۔ ڈیڑھ روپیہ تولہ سے لیکر مئے (آٹھ روپے تولہ تک) ہر قسم کے عطر مل سکتے ہیں۔ آرڈر بھیجکر خود ہی ہمارے عطروں کا تجربہ کر لیں۔

فہرست دو پیسے کا ٹکٹ آنے پر بھیجی جاتی ہے۔

ملنے کا پتہ

مینجر دلکشا پرفیومری کمپنی قادیان

قادیان میں عمدہ باموقعہ مکانات

بیع یا رہن ملتے ہیں

ایک بھائی قرض کی مصیبت میں مبتلاء ہونے کی وجہ سے اپنے مکانات واقع قادیان فروخت یا رہن کرنا چاہتے ہیں۔ ایک مکان اندرون قصبہ ہے۔ اور سید محمد علی شاہ صاحب کے مکانات کے پاس ہے۔ یہ مکان پختہ ہے۔ اور تین مستقل حصوں میں منقسم ہے۔ بیچ میں ایک چاہ آبنوشی بھی لگا ہوا ہے۔ سامنے راستہ کی طرف دو دکانات ہیں۔ کل رقبہ قریباً ایک کنال ہے۔ قیمت بیع چھ ہزار اور رہن دو ہزار تجویز کی گئی ہے۔ دوسرا مکان بہت زیادہ وسیع اور بیرون قصبہ ریلوے روڈ کے اوپر واقع ہے۔ راستہ پر دو کانات ہیں۔ اندر کے مکان کے تین حصے ہیں۔ ایک عمدہ پھل دار باغیچہ ہے۔ ایک چاہ ہے۔ کل رقبہ کم و بیش آٹھ کنال ہوگا۔ موقعہ نہایت اعلیٰ ہے اس کی قیمت بیع بیس ہزار اور رہن دس ہزار تجویز کی گئی ہے۔ خواہشمند احباب میرے ذریعہ خط و کتابت فرمادیں۔

خاکسار مرزا بشیر احمد۔ ایم۔ اے

بے روزگار پریشان نہ ہوں

صابون بنانا سیکھ لیں

خدا کے فضل سے بکثرت بھائیوں نے ہم سے صابون بنانا سیکھا ہے۔ اور جماعت کے سرزمین کے ڈھیروں سارٹیفکیٹ ہمارے پاس موجود ہیں۔ سنلائٹ صابون ہو بہو اور دیگر بہا نیکے اعلیٰ ترین بمثال رنگا رنگ اور دلفریب خوشبودار انگریزی صابون بکفایت بنانا اور فوجی سٹوری صابون زین بوٹ وغیرہ چمڑے کے اسباب کے علاوہ کپڑا دھونے میں لاثانی اور خاص الخاص فی روپیہ تین سیر پختہ تیار کرنا اور صابون قسم اول کپڑا مثل برف صاف کرنیکا فی روپیہ چار سیر پختہ۔ قسم دوم بہت عمدہ پانچ سیر پختہ اور قسم سوم آٹھ سیر پختہ فی روپیہ تیار کرنے کا نسخہ صرف ایک روپیہ فی طریق صابون سکھلانے کا ہمارا سچا دعوےٰ اور بشرطیہ حلفیہ اقرار ہے۔ قاعدے بالکل انوکھے۔ نہایت سہل۔ گرم طریق پر قلیل وقت میں ڈھیروں ڈھیر مال جو چار گھنٹہ میں بالکل لائق فروخت ہوتا ہے۔ تیار کر لو۔ ہمارا کوئی صابون سوائے درجہ سوم کے نہ شکل حالت بدلتا ہے۔ نہ بگڑ سکتا ہے۔ اور درجہ سوم کا بھی اگر ایک دو روز کے اندر فروخت کر دیا جائے تو دوسروں سے بھی زیادہ ہی نفع دے۔ یاد رہے۔ ہمارے قاعدے پچاسوں روپے خرچ کر دینے سے بھی حاصل ہونے کہیں سے محال ہیں۔ چونکہ شوق سیکھنے والوں کو اور بھی زبردست رعایت دیجاتی ہے۔ یعنی مذکورہ بالا سارے نسخہ جات صابون جسکے باہر کوئی راز اور گر صابون سازی نہیں رہتا۔ بجائے چھ روپے کے صرف تین روپے میں۔ آپکو گھر بیٹھے بٹھائے سکھلانیکے واحد ذمہ وار ہیں۔ اگر ہمارا یہ دعوےٰ ایک لفظ بھی نعوذ باللہ خلاف تحریر اترے۔ تو اس فیس سے دگنا تاوان آپ ہم سے فوراً وصول کر لیں۔ بس اس سچ۔ تا ادرایما لدارانہ اور معتبر سودا صابون سیکھنے کا سوائے ہمارے آپکو کہیں مشکل ہاتھ آئیگا۔ صابون سازی سونیکی کان ہے صرف سنلائٹ کی تجارت ہی چند دنوں میں امیر بنا دیگی۔ اور اس زمانہ میں جبکہ ایسے صابونوں کے غیر ممالک سے آنیکا کچھ اعتبار ہی نہیں رہا۔ کوڑیوں کے مول یہ نایاب شہرہ آفاق ہنر سیکھ لینا سستا ہی نہیں۔ یقیناً مفت ہے۔ اور ضروری ہے۔ نسخہ جات بذریعہ وی پی بھیجے جائینگے۔ مزید رعایت ہوگی۔ جواب طلب امور کیلئے جوابی خط لکھیں۔ سب نسخے منگوانے والوں کو ایک لاثانی دس منٹ میں شل قدرتی سیاہ بال کرنیکا لاجواب خضاب کا نسخہ اور بال اڑانے کے پوڈر کا مجرب نسخہ بالکل مفت لکھکر ساتھ بھیجا جائیگا۔ پتہ:- مینیجر کوہ نور سوپ میکنگ سکول۔ لال کرتی بازار۔ میرٹھ۔

ضرورت رشتہ

ایک نوجوان احمدی قوم جٹ قادیان میں لکڑی کی دوکان کرتا ہے۔ بیس پچیس روپے ماہوار آمدنی ہے۔ ذات کا کوئی سوال نہیں۔ شادی کا خواہشمند ہے۔ حاجت مند خط و کتابت کریں بنام:- محمد بوٹا دکاندار۔ قادیان۔ ضلع گورداسپور۔

ضرورت

ایک ڈرافٹسمین کی فوری ضرورت ہے۔ تنخواہ ۷۵-۵-۱۷۵ پوسٹ پرمانٹ۔ درخواست ہاتھ کی لکھی ہوئی۔ اگر بی۔ ایس سی۔ ڈرافٹسمین ہو۔ تو فوری کامیابی کی امید۔ ایڈریس چھوڑ کر درخواستیں معہ نقول اسناد ناظر امور عامہ کے نام ارسال ہوں۔

(ناظر امور عامہ۔ قادیان)

حضرت خلیفۃ المسیح اول کا نسخہ ہے اور واقعی اسم بامسمیٰ ہے جو متواتر تیس سال سے صداقت کی شہرت حاصل کر رہا ہے

دھند۔ غبار۔ جالا۔ پھولا۔ سرخی۔ ضعف بصر۔ ناخنہ۔ ککرے۔ خارش۔ پانی بہنا۔ کوانجنی۔ اندھراتا وغیرہ وغیرہ۔ غرض کل امراض چشم کا واحد علاج ہے

سرمہ نور سب سے بالاتر ہے

جناب عبدالرحمن خانصاحب عراق سے تحریر کرتے ہیں کہ سرمہ نور استعمال کیا گیا۔ دیگر تمام سرمہ جات سے بالاتر اور نہایت مفید پایا۔ میرے خیال میں ہی نہیں بلکہ میرے دوستوں نے بھی ازحد تعریف کی کہ سرمہ نور امراض چشم کے لئے نہایت موزون اور فائدہ بخش ہے

ملنے کا پتہ:- شفاخانہ رفیق حیات قادیان (پنجاب)

ہندوستان اور دیگر ممالک کی خبریں

—— ۶ ستمبر کی خبر ہے۔ کہ اسلام پور ضلع ستارا میں اطلاع ہے۔ کہ تین ہزار کاشت کار حکومت کے خلاف بغاوت پر آمادہ ہو کر بلاشی کے مقام پر جمع ہو گئے۔ اگرچہ انہوں نے جگہ جگہ پتھر جمع کر کے راستہ روک رکھا تھا۔ لیکن اڑھائی سو پولیس اور ڈیڑھ سو پلٹن کے سپاہیوں کو لے کر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور سپرنٹنڈنٹ پولیس اس جگہ پہونچ گئے۔ اہل دہ نے ان کی مزاحمت کی۔ اور ان پر سنگ باری شروع کر دی جس پر فائر شروع کئے گئے۔ دو آدمی ہلاک اور متعدد مجروح ہوئے۔ چھ پولیس والوں کو پتھروں سے زخم آئے۔ متعدد گرفتاریاں عمل میں آئیں۔ جن میں بعض متمول مقامی سوداگر بھی شامل ہیں۔

—— بمبئی ۷ ستمبر کو آدھی رات کے وقت جبکہ ہندو گنپتی کے جلوس کے سلسلہ میں ایک مسجد کے سامنے باجہ بجا رہے تھے ہندو مسلمانوں میں فساد ہو گیا۔ پولیس نے امن بحال کر دیا۔ اور ہندو مسلمانوں کا متفقہ طور پر فیصلہ ہوا۔ کہ مورتی کو دریا برد کرنے کے بعد ہندو مسجد کے پاس سے نہ گذریں۔ لیکن انہوں نے اس وعدہ کی خلاف ورزی کی۔ اور اسی راستہ سے آئے۔ جس پر پھر فساد ہو گیا۔ مقتولین کی تعداد ۳ ہے۔ اور مجروحین تیس کے قریب ہیں۔

—— ناگپور میں بھی ۶ ستمبر کو ایک جلوس کے موقعہ پر ہندو باجا بجانے پر مصر تھے۔ اور مسلمان معترض۔ ہندوؤں نے پتھر پھینک کر کئی مسلمانوں کو شدید طور پر مجروح کیا۔ مسلمانوں نے بھی جوابی حملہ کیا۔ جس سے بعض ہندو خفیف طور پر زخمی ہوئے۔ ایک طرف گورنمنٹ کے خلاف بغاوت اور خونریزی اور دوسری طرف مسلمانوں پر تباہ کن حملے قابل غور ہیں۔

—— میرٹھ سے ۷ ستمبر کی اطلاع ہے۔ کہ مسلم ینگ مینز ایسوسی ایشن نے متفقہ طور پر فیصلہ کیا ہے۔ کہ زمیندار اور الجمعیۃ ایسے اخبارات کا سارے ہندوستان میں مقاطعہ کیا جائے جب تک وہ مسلمانوں سے سیاسیات میں ہم آہنگ نہ ہوں۔

—— امرتسر میں ۳ ستمبر کو میونسپلٹی کے اجلاس میں انسپکٹر جنرل پولیس بنگال و سپرنٹنڈنٹ پولیس ڈھاکہ پر حملہ کی مذمت کا ریزولیوشن پاس کیا گیا۔

—— لندن میں ۶ ستمبر کی شام کو ایسی آتشزدگی ہوئی۔ جس سے تین لاکھ پونڈ کا نقصان ہوا۔ آگ بجھانے کے لئے ستر انجنوں کی ضرورت پیش آئی۔

—— راجشاہی میں پچھلے دنوں ڈاک پر جو ڈاکہ پڑا تھا۔ اس میں تین ہزار چھ سو پچاس روپیہ کے بیمہ شدہ خطوط گم ہو گئے ہیں۔ اور گیارہ آدمی شبہ میں گرفتار کئے گئے ہیں۔

—— ڈھاکہ کے سپرنٹنڈنٹ پولیس پر حملہ کرنیکے الزام میں میڈیکل کالج کے ایک طالب علم کی گرفتاری کے لئے انعام مقرر کیا گیا ہے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ یہ طالب علم مفرور ہے۔

—— شملہ کی اطلاع ہے۔ کہ ۴ اور ۵ ستمبر کی درمیانی شب سرحد کرم پر غنیم نے ملیشیا اور فوجی چوکیوں پر سخت حملہ کیا۔ لیکن توپوں سے ان پر گولے گرائے گئے۔ جس سے وہ بھاگ نکلے۔ لیکن آدھی رات کو پھر زیادہ تعداد میں حملہ آور ہوئے۔ اور ملیشیا کی چوکیوں سے صرف تین سو گز کے فاصلہ پر پہونچ گئے۔ اس وقت مشین گنوں اور بندوقوں کی سخت بوچھاڑ سے بھگا دیئے گئے۔ مگر ۵ ستمبر کی شام کو پھر اپنے مورچوں پر آ کر قابض ہو گئے پیواڑ میں دشمنوں کا کثیر اجتماع ہو گیا ہے۔

—— لاہور میں ۷ ستمبر کو پراونشل کانگریس کمیٹی کا اجلاس ہوا۔ کئی ایک قراردادیں پاس کی گئیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ لال املی اور دھاریوال کے کپڑے کا بھی بائیکاٹ کیا جائے۔ نیز غیر ملکی کپڑے کے خلاف پکٹنگ پر اور زور دیا جائے۔ اور ایک انچ بھی کپڑا فروخت نہ ہونے دیا جائے۔

—— راجشاہی میں ۷ ستمبر کو پھر ایک پولیس سب انسپکٹر کے مکان پر بم پھینکا گیا۔ ایک نوجوان بھاگتا ہوا عین موقعہ پر گرفتار کر لیا گیا۔

—— لاہور میں بم کیس کے سلسلہ میں اخبار پرتاپ کے چند کاتب گرفتار کئے گئے تھے۔ اب اس سلسلہ میں ڈی اے۔ وی سکول کا ایک طالب علم گرفتار ہوا ہے۔

—— شملہ کی خبر ہے۔ کہ صلح کی گفت و شنید کی ناکامی پر یہاں کوئی اثر نہیں ہوا۔ اور سرکاری حلقوں میں رسمی طور پر بھی افسوس کا کوئی اظہار نہیں کیا جا رہا۔

—— مصالحت کی خط و کتابت پر رائے زنی کرتے ہوئے لندن ٹائمز نے لکھا ہے۔ کہ تین قیدیوں نے ایسی شرائط پیش کی ہیں۔ جو کسی نیم کامیاب فوجی انقلاب کے لیڈرز کے لئے ہی موزوں ہو سکتی ہیں۔ اور جن کا مطلب یہ ہے۔ کہ گورنمنٹ ہتھیار ڈال دے۔ مارننگ پوسٹ نے لکھا ہے۔ کہ اس بات کے تجربہ کے بعد کہ صلح کی گفت و شنید بے فائدہ تھی۔ حکومت کو اپنے اصلی کام یعنی ہندوستان پر حکومت کرنے اور امن قائم رکھنے کی طرف پوری توجہ سے لگ جانا چاہئے۔ ڈیلی میل نے لکھا ہے۔ کہ ہمیں ہندوستان میں حکومت کرنی چاہئے۔ یا وہاں سے چلے آنا چاہئے۔ اور ہم آنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتے۔

—— بھگت سنگھ کے بھوک ہڑتال ترک کر دینے کی خبر شایع ہو چکی ہے۔ اب معلوم ہوا ہے۔ کہ مسٹر دت۔ چودھری شیر جنگ اور کئی ایک دوسرے سیاسی قیدیوں نے بھی کھانا پینا شروع کر دیا ہے۔

—— سورت میں ۶ ستمبر کو عباس طیب جی کی پوتی مس حمیدہ کو پولنگ سٹیشن پر پکٹنگ کرتے ہوئے گرفتار کر لیا گیا۔

—— نواگاؤں سے ۶ ستمبر کی اطلاع ہے۔ کہ پانسو مربع میل کا رقبہ سیلاب نے تباہ کر دیا ہے سینکڑوں مکانات بے شمار مواشی اور متعدد جانیں ضایع ہوئی ہیں۔

—— قسطنطنیہ سے ۵ ستمبر کی خبر ہے۔ کہ جدید آزاد خیال جمہوریت پسند جماعت کے لیڈر فتحی بک ساحل سمرنا پر اترنے والے تھے۔ استقبال کے لئے بہت بڑا ہجوم وہاں موجود تھا۔ جس کا پولیس سے تصادم ہو گیا۔ تین سپاہی سمندر میں گر پڑے۔ تین سو مظاہرین گرفتار ہوئے۔

—— ڈاکٹر موجے نے ۵ ستمبر کو اکولہ میں رائفل ایسوسی ایشن کا افتتاح کیا۔ اور عورتوں کو فائر کرنے کی تلقین کی۔ چنانچہ انہوں نے غیر معمولی جوش و خروش سے فائر کئے۔

—— نیو یارک سے ۷ ستمبر کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ ریاست ارجنٹائن میں عام بغاوت ہو گئی اور انقلاب پسندوں نے چند گھنٹوں کے اندر ملک پر قبضہ کر لیا۔

—— تنجور کی عدالت دیوانی نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ سرکاری وکیل ڈسٹرکٹ بورڈ کا صدر نہیں ہو سکتا۔

—— نینی تال سے ۸ ستمبر کو ایک سرکاری اعلان جاری کیا گیا جس میں لکھا ہے۔ کہ پنڈت موتی لال نہرو کی صحت کا معائنہ کرنیکے لئے ایک طبی بورڈ مقرر کیا گیا تھا۔ جس نے رپورٹ کی ہے۔ کہ وہ ایسی امراض میں مبتلاء ہیں۔ کہ اگر مکمل آرام اور مکمل معالجہ نہ ہوا۔ تو بیماری نازک صورت اختیار کر لیگی۔ اس کے بعد آپ کا درجہ حرارت پھر تیز ہو گیا۔ اور تھوک کے ساتھ خون آنا شروع ہو گیا۔ اس لئے آپ آج صبح رہا کر دیئے گئے ہیں۔ سپرنٹنڈنٹ پولیس موٹر میں بٹھا کر آپ کو آنند بھون میں چھوڑ آئے۔ آپ نے اخبارات کو لکھا ہے۔ کہ طبی مشورہ کی بناء پر ضروری ہے۔ کہ میں کچھ عرصہ آرام کروں۔ اس لئے میں فی الحال کانگریس کی صدارت نہیں کرونگا۔

—— گاندھی جی نے ہفتہ مختتمہ ۷ ستمبر آشرم کے نام جو پیغام بھیجا ہے۔ اس میں لکھا ہے۔ کہ دولتمندوں کے پاس سامان کا ذخیرہ فضول پڑا ہے۔ حالانکہ کروڑوں انسان فاقہ کشی کر رہے ہیں۔ ہر انسان کو چاہئے۔ کہ اپنے پاس اسی قدر مال رکھے۔ جس کی اسے ضرورت ہے۔ اس طرح کوئی شخص محتاج نہ رہیگا۔

—— امریکہ کے شہر سنوڈ ڈنگو میں طغیانی کے باعث جو طوفان آیا۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ اس [illegible] ہلاک ہوئے ہیں۔ دس ہزار [illegible] بے گھر ہو گئے ہیں۔ مالی نقصان کا اندازہ پانچ کروڑ ڈالر کیا جاتا ہے۔

(عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کیلئے قادیان سے شایع کیا)